رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۹۲۹

بدل اشتراک
سالانہ تین روپے
ششماہی ... آٹھ آنہ

لا [illegible] محمد رسول اللہ

رجسٹرڈ نمبر [illegible]

مدیر مسئول
سید سرور شاہ گیلانی

سال اول	مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء مطابق ۱۲ شوال ۱۳۵۶ھ	نمبر ۲۵

ملت کے غدار

جمعیۃ العلماء — احرار — سرخپوش

[illegible] انقلاب کے لئے سرگرم عمل نہیں اگر صورت یہ ہوتی کہ کانگریس ہندوستان [illegible]

[illegible] سے ہندو راج کے لئے میدان تیار کیا جاتے تو آپ خود ہی فرمائیے [illegible] ہو رہے ہو کہ مسلمانوں کو کانگریس کی نام نہاد جنگ آزادی میں شمولیت پر امن انقلابی تحریک کو جنگ آزادی کا نام دینا ایک بہت بڑا فریب ہے، جس کا طلسم اسی دن ٹوٹ گیا جب کانگریس نے سول نافرمانی اور عدم تشدد سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر [illegible] گاندھی جی کا [illegible] جس حکومت کو شیطانی حکومت کہا کرتے تھے، اسی شیطانی حکومت کی وزارتیں قبول کر لیں اور برطانیہ کے مرتبہ دستور حکومت کو ہندوستان میں کامیابی کے ساتھ چلانے کیلئے اپنی تمام خدمات مخلصانہ طور پر پیش کر دیں اور ملک معظم جارج ششم اور اُن کی آل و اخلاف تک کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حلف اٹھا لیا،

کانگریس نے ہندوستان کے چھ سات صوبوں پر انگریز کے سایہ میں دستوری اقتدار حاصل کر کے اب فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستان کے نو کروڑ مسلمانوں کے اتحاد کو فنا کر دیا جائے مسلمانوں کی وحدت اور تنظیم کو برباد کر دیا جائے اور ہندوستان میں مسلمانوں کو بحیثیت مستقل اور جداگانہ ملت اور قوم کی حیثیت سے ختم کر دیا جائے، اس کیلئے کانگریس کے گاندھیوں — جواہر لالوں، اور سیٹھ برلاؤں نے فیصلہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے اکابر علماء اور پرانے قومی کارکنوں اور لیڈروں کو بڑی سے بڑی قیمت پر خرید لیا جائے جو خریدے نہ جا سکیں انہیں "جنگ آزادی" کے فریب میں مبتلا کر کے ان کی سادگی اور بے خبری سے فائدہ اٹھایا جائے،

اس سے مقصود یہ ہے کہ خود پس پردہ رہ کر مسلمان کو مسلمان سے [illegible] با جائے اور باہمی تصادم سے ایسی صورت پیدا کر دی جائے کہ مسلمان مسلمان سے ٹکرا کر ملت کے شیرازہ کو درہم برہم کر دے، انگریزی حکومت کی تقویت کے لئے جو کام نواب، خان بہادر، جاگیردار اور سجادہ نشین کیا کرتے تھے، آج کانگریس کے نام پر ہندو راج کے قیام کے لئے وہی خدمت جمعیۃ العلماء، احرار اور سرحد کے سرخپوش انجام دے رہے ہیں اور کانگریس کے اشارہ پر مسلمانوں کے مقابلہ میں صف آرا ہیں، اگر یہ بزرگ مسلمانوں کو اسلامی اصولوں پر منظم کر کے ملت کے سواد اعظم کو کانگریس میں لے جاتے تب بھی کوئی بات تھی، لیکن ملت کے ساتھ کتنی بڑی غداری ہے کہ یہ پیشہ ور لیڈر مسلمانوں کی رفاقت چھوڑ کر صرف "انفرادی" [illegible] لیکر ہندوؤں کے مقاصد تسلط کو تقویت پہنچا رہے ہیں، کیا جمعیۃ العلماء کا قیام اس لئے عمل میں آیا تھا کہ جب گاندھی جی شراب کے لئے پکٹنگ اور سول نافرمانی کا اعلان کریں تو جمعیۃ کے مفتی اعظم بھی شراب کی حرمت کا فتویٰ صادر کر دیں اور جب گاندھی جی اس پکٹنگ سے توبہ کر لیں تو جمعیۃ العلماء کو بھی شراب کی حرمت کا قرآنی حکم فراموش ہو جائے، کیا احرار کے لئے صرف یہی کام رہ گیا ہے کہ پنجاب کے مسلمانوں کو اقتصادی اور سیاسی بنیادوں پر منظم کرنے کی بجائے ان میں خانہ جنگی اور انتشار پیدا کریں اور اپنے ہندو آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ہر اسلامی تحریک کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں اور سرحد کے سرخپوش کیا اس لئے تیار کئے گئے تھے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ہر مقام پر کانگریس کے لشکر کا کام دیں ہندوؤں کے اشارہ پر [illegible] سے چلکر لاہور اور یوپی کے انتخابی معرکوں میں جواہر لال نہرو کی کمان میں اسمبلی کے مسلمان امیدواروں کی ہزیمت اور شکست کیلئے سامان بہم پہنچائیں [illegible] ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اس آنیوالی مصیبت سے پوری طرح خبردار ہو جائیں، ہم آئندہ اشاعتوں میں اس پر پوری تفصیل سے لکھیںگے، (سید سرور شاہ گیلانی)

سچی باتیں

از جناب مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی مدیر صدق لکھنؤ

عرب جاہلیت! کیسا پستی کا دور، اور اُف! کتنا بداخلاقی کا زمانہ تھا! میلے ٹھیلے میں فحش و عریاں اشعار علانیہ پڑھے جاتے تھے۔ مرد و عورت آزادی اور بیباکی کے ساتھ ملتے جلتے رہتے تھے۔ حد ہے کہ عورتیں طواف کے وقت برہنہ ہو ہو جاتے تھے!

عرب جاہلیت کی یہی پست اور گندی تصویر آپ کے ذہن میں ہے نا؟ [illegible] اور [illegible] جب آپ کے سامنے آتے ہیں تو بس یہی [illegible] کر رہ جاتے ہیں نا؟ مگر یہ سب تو [illegible] روایت کیا ہے؟ اس [illegible] کے مقابلہ پر [illegible] کیا ہے؟ ان کی فحاشی کی [illegible] ہوئی [illegible] غزل و تشبیب میں انہوں نے لفظوں میں فحاشی کر ڈالی! اسوائے اس بھی گلی کوچوں میں مرد و عورت کے بے حجابانہ اختلاط کی تصویریں لگا دی [illegible] اپنے ہر بیرا [illegible] میں فحش و عریانی ضروری قرار دے لی تھی! اپنی اقاشی اپنی [illegible] تھیٹر اور سینما کے فنون لطیفہ کی اشاعت [illegible] کے لئے وقف کر دیا تھا۔

ان کے ہاں بھی تحریک عریانی اسی زور سے انہیں ابتدا جنگلیوں سے اٹھی تھی [illegible] ان میں ننگوں کے باقاعدہ کلب قائم تھے۔ ننگوں کے اخبارات نکلتے تھے۔ پوسٹ چھپتے تھے [illegible] کی حالت تھی! پکچر پوسٹ کارڈ [illegible] مرد و زن کے ہر قسم کے بیہودہ اختلاط کے منظر دکھاتے ہوئے اس کے وقت میں گھر گھر پہنچ گئے تھے! [illegible] برس کی لڑکیوں اور [illegible] برس کے لڑکوں تک پہنچ گئے تھے! بڑے بڑے شہروں کے ایک ایک چوراہے پر انہوں نے بھی حسین عورتوں کے بت اور مجسمے سر سے پیر تک عریاں نصب کر دیئے تھے! گراموفون اور ریڈیو نے ان کے زمانہ میں بھی فحش کو شہر میں اور دیہات میں آبادی میں اور جنگل میں، خشکی اور تری میں زمین پہ اور ہوا میں یکساں پھیلا رکھا تھا! بوڑھوں اور ننھے معصوموں سب کو یکساں یہی گیت سنا دی تھی! عورتوں کے جسموں پر لباس اسوقت بھی یوں ہی برائے نام سا رہ گیا تھا! وہاں بھی ہر شغلہ میں ہر شعبہ میں [illegible] اور شہوانیت اسی طرح اعصاب پر مسلط ہو گئی تھی!

آج کوئی صورت آپ کے بچوں اور بچیوں کے محفوظ رہنے کی ہے! کوئی گوشہ ہے، جہاں آپ پناہ لے سکیں کوئی اسکول، کوئی کالج، کوئی ہوسٹل ایسا ہے جہاں ہر آنیوالے اور ہر آنیوالی کا استقبال اسی راست [illegible] ہو رہا ہو؟ [illegible] [illegible] [illegible]

آپ کی نظر میں ہے! کہنے کے قابل تو صرف عرب جاہلیت تھا۔ باقی جو نظام زندگی [illegible] پیچھے [illegible] اس سے ہزار قدم آگے بڑھ گیا ہے وہ عین تمدن ہے [illegible] ہے اور اس قابل ہے کہ روپیہ پیسہ [illegible] کر [illegible] میں سما [illegible] اس کی راہ میں دوڑا جائے اس کی [illegible] میں لپکا جائے۔

کانگرسی بھوجن

ایک [illegible] سے معلوم ہوتا ہے شائع ہوا ہے کہ کانگرس نگر [illegible] ہے اس میں ایک بھی گئو شالہ کا انتظام بھی کیا جا رہا ہے۔ جہاں سیکڑوں گائے رکھی جائیں گی اور نمائندگان کانگرس کو صاف اور خالص دودھ مہیا کیا جائے گا۔ . . . . . .

ہری پورا میں جتنی دوکانیں اور ہوٹل ہوں گے وہ سب مجلس استقبالیہ کے زیر انتظام ہوں گے۔ [illegible] مجلس انتظامیہ جن چیزوں کی منظوری [illegible] صرف وہی چیزیں ان دوکانوں اور ہوٹلوں میں فروخت ہو سکیں گی۔ گوشت اور اس کی آمیزش سے تیار کی ہوئی کوئی چیز ان ہوٹلوں میں فروخت نہ ہو سکے گی [illegible] صرف سبزی خور جماعت یہاں کھا سکے گی؟

اگر یہ غلط ہے تو اس کی فوری تردید کانگریس کی استقبالی کمیٹی کی طرف سے ہونی چاہئے تھی۔ اگر یہ صحیح ہے تو کانگرس کے کارکنوں کی خدمت میں عرض ہے کہ کیا یہی طریقے مسلم عوام سے رابطہ بڑھانے کے ہیں؟ اگر یہ صحیح ہے کہ گوشت کی دوکانیں نہ کھل سکیں گی۔ تو ان مسلمانوں کی پیش بینیاں کتنی جلدی صحیح ہوتی نظر آ رہی ہیں جنہوں نے کہہ دیا تھا کہ کانگرس میں شرکت اب اسلامی تمدن و اسلامی معاشرت کے ایک ایک نقش کو مٹانے کے مترادف ہیں! [illegible] وقت کانگرس کے دشمنوں کے نہیں دوستوں کے رنج کا ہے۔ آزادی کامل یا سوراج عظیم انہیں تنگ نظریوں کے ساتھ طے ہو سکتی ہے۔ الیس منکم رجل رشید؟

نقطۂ اتحاد

ایک مخلص قوم پرور کی رائے :-

ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ اگر مسلمان اپنی تنظیم کا کوئی آزاد و مستقل محاذ قائم کریں اور اس کی رہنمائی کریں دام شیخ الاسلام مولانا مدنی، حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب یا کسی ایسے ہی جلیل القدر مسلمان کے ہاتھ میں دیدی جائے تو ہم سب پہلے اس جماعت کی حمایت کریں گے۔ لیکن ہم مسلم لیگ کو مسٹر جناح کی رہنمائی میں کسی طرح یہ حیثیت دینا نہیں چاہتے۔ انتہا یہ ہے کہ ہم مولانا حسرت موہانی اور مولانا ظفر علی خاں کی غلط رہنمائی پر خاموش ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس دور میں مسٹر جناح کی قیادت کو مسلمانوں کی موت سمجھتے ہیں اور اس کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

لیکن جب ملت اسلامیہ کی تنظیم کا کوئی آزاد محاذ لگ اور مستقل ضروری یا جائز تسلیم کر لیا گیا۔ تو مسلم لیگ سے اصولاً تو کوئی اختلاف نہ رہا۔ اس کے بعد سوال جو کچھ رہ جاتا ہے وہ صرف شخصیات کا ہے۔ جو بہر صورت کوئی اساسی مسئلہ نہیں اور ہر وقت امت اسلامیہ کی اکثریت کی رائے کے مطابق با آسانی طے ہو سکتا ہے ہمعصر الجمعیۃ اگر اپنی اسی سنجیدہ روش کے ساتھ اس نقطہ پر سب کو متحد کرے تو یہ حالت موجودہ میں امت کی اہم ترین ملی خدمت ہوگی۔

حقیقت و تخیل

ہری پورا [illegible] سے کانگرس نے [illegible] قبول کئے ہیں۔ بہت سے واقعات پیش آ چکے ہیں۔ اور میں آخر وقت تک عہدوں کے قبول کرنے کے خلاف رہا ہوں لیکن اب مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ان پیش آنیوالے واقعات نے تحریک آزادی کو بہت تقویت پہنچا دی ہے . . . . . . اور یہ سب ملک کے نفع ہی کے لئے ہوا کانگرسی وزرا نے بہت سے ایسے کام انجام دیئے جن کا نفسیاتی اثر بہت ہی اچھا پڑا ہے۔ (تقریر پنڈت جواہر لال نہرو در آل انڈیا کانگرس کمیٹی بمقام کلکتہ)

اس عبارت آرائی کا خلاصہ بجز اس کے اور کیا ہے کہ موجودہ آئین حکومت میں حصہ لینا عملی شرکت کرنا۔ تجربے کے بعد، کانگرسی نقطۂ نگاہ سے مفید ثابت ہوا اور کانگرسی وزارتوں نے اپنے حدود کے اندر ملک کو نفع پہنچایا:؟

وہی آئین حکومت جو چند روز قبل یکسر شیطانی تھا اور جسے چلانا نہیں، محض توڑنا اور تباہ کرنا، ہر کانگرسی کا نصب العین تھا۔ [illegible] رائے یہ صحیح ہے یا غلط۔ یہاں سوال اس کا نہیں۔ گزارش صرف اسقدر ہے کہ آخر معتدلین اور ملک کی دوسری سیاسی پارٹیاں بھی تو یہی کہتی آئی ہیں۔ ان کے قول میں اور صدر کانگرس کے قول میں اب فرق کیا رہا؟

کانگرسی خیال کے پرجوش مسلمانوں کے سمجھنے کی بات اس سلسلہ میں صرف یہ ہے کہ غلطی ہر انسان سے ممکن ہے اور صدر کانگرس اس سے مستثنیٰ نہیں نہرو جی بھی دوسرے اہل سیاست کی طرح ایک خاطی انسان ہیں۔ جوش عقیدت میں اس حد تک غلو کہ ان کی ہر رائے کو تنقید سے بالاتر سمجھ لیا جائے۔ خود اپنے فہم و دانش کا کوئی اچھا ثبوت نہیں ہے۔ اور یہ جب مسائل سیاسی میں جس کے بجا طور پر وہ ماہر فن کہے جاتے ہیں تو پھر مذہبیات کے بارے میں جن سے انہیں مس نہیں ان کے کسی قول سے حجت لانا۔ کیسا کمزور [illegible] سہارا پکڑنا ہے۔

کشتوں کا شمار

رینوٹر کی دی ہوئی اطلاع ہے

امپیریل وار گریوز کمیشن (مجلس قبور جنگ) کے [illegible] میجر [illegible] بیبی [illegible] کمیٹی کی رپورٹ جو شائع کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ جنگ عظیم میں جو انگریز سپاہی فرانس اور بلجیم کے میدانوں میں کام آئے تھے۔ ان کی لاشیں اب تک برآمد ہو رہی ہیں ہر ہفتے بیس بیس تیس تیس کی شرح سے اوسط [illegible] اب تک کوئی باضابطہ تلاش و جستجو تو لاشوں کی ہوئی نہیں۔ البتہ کاشتکاروں اور دوسرے لوگوں کو اتفاقاً خود جو نعشیں ملتی گئیں ان کی تعداد [illegible] ہزار تک پہنچ چکی ہے۔

[illegible] جنگ نومبر [illegible] میں ختم ہو گئی تھی۔ ۱۹ برس گذر چکے اور اب تک انسانوں کے مردہ جسم ہیں کہ مٹی سے دبے چھپے ہوئے۔ کھیتوں باغوں سے غاروں سے کھنڈروں سے برابر نکلتے ہی چلے آ رہے ہیں اور تعداد بھی کیسی؟ ہر سال یا ہر ماہ نہیں ہر ہفتہ [illegible] اور [illegible] کے درمیان!

لیکن ابھی سب مردوں کو کھود کر نکال [illegible] کیا ہے۔ ابھی تو تیاریاں اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر اور اس سے کہیں زیادہ ہولناک و خونریز جنگ کی ہو رہی ہیں۔ جس میں کوشش یہ ہوگی کہ گنہگار و بے گناہ کا کوئی امتیاز ہی نہ باقی رہنے پائے۔ بہتر یہی ہوگا۔ کہ انتظار اس دن کا کر لیا جائے۔ جب سارے زندے جنگ کے کشتوں میں تبدیل ہو چکیں اور مردوں کے شمار کرنے کے لئے کوئی جیتا بچے گا ہی نہیں [illegible] جس تہذیب کا یہ مآل جس تعلیم و تمدن کا یہ یقینی انجام ہے۔ اسی کی طرف ہمارے روشن خیال اور تجدد نواز بزرگ ہیں۔ کہ بے تحاشا خود دوڑے ہوئے اور قوم کو اپنے ساتھ دوڑائے لئے جا رہے ہیں! رب احد قومی انہم لا یعلمون۔

مسلم لیگ کے ممبر ہو

مسلم لیگ ہندوستان کے نو کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے جس کا نصب العین ہندوستان کی کامل آزادی ہے۔ کانگرس کی تمام جدوجہد ہندو راج کے قیام کیلئے وقف ہے مسلمان اگر ہندوستان میں عزت اور وقار کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ملت کی تنظیم کیلئے یہ ضروری ہے کہ ہر شہر اور قصبہ میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم ہو جائیں ہر مسلمان صرف دو آنہ سالانہ چندہ دے کر مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے کوئی مسلمان بھی اس اسلامی نظام سے باہر نہ رہے

لاہور
۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء مطابق ۱۲ شوال ۱۳۵۶ھ

ائمہ مساجد اور تنظیم ملت

آنیوالے انقلاب کے مقابلہ کی تیاریاں!

ہندوستان میں آنے والے انقلاب کے مقابلہ کے لئے جس کا خطرہ کانگریسی وزارت کے صوبوں میں صاف نظر آرہا ہے، مسلمانوں کو متحد اور منظم کرنے کے لئے کوئی ہنگامی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی، بڑی سے بڑی سیاسی قیادت، بڑے سے بڑے جلسے اور جلوس، بڑے سے بڑے چندے اور مجلسیں ملت اسلامیہ کو فوز و فلاح کی کسی منزل پر نہیں پہنچا سکتیں، ہندو ہزاروں سال کی غلامی کے بعد اب کروٹ بدل رہا ہے، دولت ثروت اور علم کے اعتبار سے انگریزی سلطنت کے تحفظ میں اس نے بہت بڑی مضبوطی حاصل کر لی ہے اور انگریزی سایہ میں اقتدار حاصل کر کے مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو اپنا تابع فرمان بنانا کا تہیہ کر چکا ہے وہ مسلمانوں سے اب کسی مصالحت کے لئے آمادہ نہیں، کانگریسی ہندو سرمایہ داروں کے پاس لاکھوں روپیہ کا سرمایہ ہے، وہ کرایہ کے مسلمان کارکنوں کو کانگریس کے پروپاگنڈا کے لئے استعمال کر رہے ہیں، ملت کے مسلم رہنماؤں کو چھوڑ کر مسلمان عوام سے براہ راست رابطہ پیدا کرنے کے عزائم میں مصروف ہیں۔ اب قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان اگر ہندوستان میں عزت اور وقار کی زندگی چاہتا ہے تو وہ آنیوالے انقلاب کا مقابلہ کس طرح کرے؟

تنظیم کا الٰہی نظام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بنیاد مسجد میں رکھی، مسجد فی الحقیقت اسلام کا گھر ہے، مسجد ہماری تنظیم کا مرکز ہے، ہماری وحدت اور اجتماعیت کا منبع ہے، مسجد میں اذان کی ولولہ انگیز صدائیں اور پانچ وقت صف بندی، اجتماع و قیام، قعود اور سجود میں اسلام کے غلبہ و استیلا کا خیبر شکن اور کفر سوز راز پنہاں ہے، لیکن آہ! مسلمان آج فلاح و عظمت کے اس راز کو فراموش کر چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ملت کی تنظیم کے لئے مسجد نبوی کی بنیاد رکھی، خلفائے راشدین، جنگ بدر کے مقدس مجاہدین، اصحاب صفہ، اسلام کے جلیل القدر جرنیل، مدبر، اور غازی جنہوں نے صرف بارہ سال کے عرصہ میں ۳۶ ہزار شہر اور قلعے فتح کئے اور آناً فاناً ربع مسکون پر چھا گئے، سب مسجد نبوی کی اجتماعی اور حیات افروز فضا میں پیدا ہوئے، مساجد کی اس ربانی تحریک کو اس قدر فروغ حاصل ہوا کہ آج کرۂ ارضی کے گوشہ گوشہ میں مسجدوں کا ایک عالمگیر نظام موجود ہے، جہاں ہر روز پانچ وقت اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام بلند ہوتا ہے۔

مسجد کی قوت

[illegible] قوموں اور ملتوں کو جلسوں اور جلوسوں کے لئے بڑا اہتمام اور انتظام کرنا پڑتا ہے اس کے لئے وقت [illegible] پڑتی ہیں، لیکن اسلام نے جو تنظیمی اور اجتماعی لائحہ عمل رائج کیا ہے اس کا بنیادی [illegible] ہر شہر، ہر قصبہ، ہر گاؤں، ہر بستی اور ہر محلہ میں پانچ مقررہ اوقات میں مسلمان [illegible] جمع ہو جاتے ہیں، دن میں پانچ وقت کے یہ اجتماع آخر کس لئے ہیں؟ یہ اپنے [illegible] مسلمانوں کی [illegible] ہاں ہاں فوجی پریڈ ہے، اطاعت امیر ہے،

اتحاد ملت کے روح پرور نظارے ہیں، یہ محلہ وار تنظیم ہے، جلسوں اور جلوسوں، تقریروں اور اسلامی کانفرنسوں کا ایک انقلاب انگیز اور عالمگیر الٰہی نظام ہے، اے کاش مسلمان مساجد کی بے پناہ طاقت اور اسلام کے غلبہ اور شوکت کے اس اجتماعی راز سے آگاہ ہو جائیں، ہر شہر، ہر قصبہ و قریہ اور ہر محلہ میں تنظیم ملت کی اساس محکم مسجد موجود ہے، ہر مسجد کا امام اپنے محلہ کے مسلمانوں کا امام و پیشوا ہے، وہ مسلمانوں کی دینی، اخلاقی، اقتصادی، علمی، معاشرتی اور تنظیمی ترقیوں کا نگران ہے، پانچ وقت ہر محلہ میں مسلمانوں کے اتحاد و تنظیم کا عمل جاری ہے۔ پھر جمعہ کے عالمگیر اجتماعات ہیں، جمعہ کے روز تمام شہر کی مساجد کے امام اور نمازی شہر کی سب سے بڑی مسجد میں نماز جمعہ کے لئے جمع ہوتے ہیں، جمعہ کا خطبہ ہے، اگر مسلمان جمعہ کے اجتماعات اور خطبات جمعہ کو منظم کر لیں تو پھر کانفرنسوں اور انجمنوں کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی، اگر یہ الٰہی نظام از سر نو استوار ہو جائے، ائمہ مساجد میں اصلاح و بیداری کی ہوا پیدا ہو جائے، وحدت خطبات کا نظام رائج ہو جائے تو ملت اسلامیہ کے تمام دینی اور سیاسی مسائل حل ہو جاتے ہیں، جس اسلامی تحریک کو شروع کرنا ہو وہ مساجد کے عالمگیر اجتماعات سے فروغ حاصل کر سکتی ہے، ملک کی تمام جامع مساجد میں اردو زبان کے ایک موثر خطبہ پڑھ دینے سے یہ نتیجہ ہو سکتا ہے کہ اسلامی تحریک ایک دن میں ملک کے طول و عرض میں پھیل سکتی ہے اور نو کروڑ مسلمانوں میں بے پناہ جذبۂ عمل اور انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہے۔

ذوق انتخاب کی پستی

اس الٰہی نظام سے زندگی اور طاقت حاصل کرنے کی سب سے مقدم چیز یہ تھی کہ ہماری مساجد کے امام ملت کی ضروریات سے باخبر ہوتے، علم و عمل کے اعتبار سے ان کا پایہ بلند ہوتا، وہ اپنی معاش کے معاملہ میں اس طرح ہر ایک کے دست نگر نہ ہوتے، لیکن مصیبت اور افسوس یہ ہے کہ ہم نے اکثر مساجد کی امامت کے تاج کے لئے دنیا بھر کے اندھے [illegible]
طور پر مسجدوں میں ایسی مخلوق [illegible]
دماغ نہ سلطنت اندیش عقل [illegible]
بستیوں میں الحاد اور ارتداد کی
ہماری شخصی اور جماعتی زندگی کی
کے باعث مسلمانوں کی ترقی کے تمام امکانات کو پامال کر رہے ہیں، مساجد سے بیکار کر دینا کچھ مشکل نہیں، لیکن ان کی بجائے صحیح ائمہ مساجد کا مہیا کرنا سخت دشوار ہے، مسلمان مسجدیں آج بھی تعمیر کرتے ہیں اور ہزاروں اور لاکھوں روپیہ مساجد کی ظاہری تزئین و آرائش پر صرف کرتے ہیں، لیکن مسجد کے لئے موزوں امام مہیا کرنے کا انہیں خیال بھی نہیں آتا، اس تمام مصیبت کا صرف ایک ہی علاج ہے اور اس الٰہی نظام سے مسلمان کما حقہ اسی صورت میں فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کہ مسجدوں کے لئے پیکر عمل نبیؐ کے سچے وارث اور دین کے خدمتگزار امام مہیا کئے جائیں، روشن خیال اور ملت کی ضروریات سے باخبر اماموں کے نہ ملنے کے باعث اللہ کے ہزاروں گھر ویران پڑے ہیں اور جب تک ہم اللہ کے گھروں کو آباد نہیں کریں گے، خدا ہمارے اجڑے ہوئے گھروں کو کبھی آباد نہیں کرے گا، اسوقت ہزاروں تعلیم یافتہ نوجوان بیکار پھر رہے ہیں، انہیں ضروری اسلامی تعلیم دیکر مسجدوں کی تنظیم کے مبارک کام پر لگایا جا سکتا ہے، انجمن حمایت اسلام کے اشاعت اسلام کالج سے ہر سال میٹرک پاس اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مبلغ تیار ہو کر سینکڑوں کی تعداد میں نکل رہے ہیں، ضرورت ہے کہ مساجد میں اس قسم کے تربیت یافتہ اور تجربہ کار امام رکھے جائیں جو اپنے ذوق عمل سے مسلمانوں کو مسجد اور نماز کی سیاست سے آگاہ کریں اور مسلمانوں میں اتحاد و اخوت کی تخلیق، اطاعت امیر، دنیا میں غالب اور سربلند ہو کر رہنے کا عزم پیدا کریں، ہندوستان میں آنیوالے انقلاب کے مقابلہ کی جس کے آثار اب پوری طرح ظاہر ہو چکے ہیں، یہی آخری صورت ہے۔

مسجد کے خطبات جمعہ

مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی اے لاہور کے مشہور خطیب اور اثر انگیز مقرر ہیں، پنجاب کے تمام اسلامی جلسوں میں آپ کو خصوصیت سے دعوت دی جاتی ہے، مسلم صاحب ملت کی جدید ضروریات اور مسلمانوں کی تنظیم اور فلاح کے امور سے بہت گہری آگاہی رکھتے ہیں، آپ بھاٹی دروازہ کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض بھی سر انجام دیتے ہیں، ہماری دعوت پر آپ نے اخبار [illegible] کے لئے جدید خطبات جمعہ کی ترتیب کا ذمہ لیا ہے، انشاء اللہ ہم آپ کے خطبات جمعہ کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔

پشاور کی عیدگاہ میں کانگرسی جھنڈا

صوبہ سرحد میں مسلمانوں کی ۹۵ فیصدی آبادی ہے۔ جدید دستور کے مطابق جو صوبوں میں کانگرس کو اقتدار حاصل ہوا۔ تو مسلمانوں کو یہ اطمینان تھا کہ پنجاب بنگال سندھ، آسام اور صوبہ سرحد پانچ صوبوں میں اسلامی وزارتیں قائم ہوگئیں۔ لیکن خان عبد الغفار خان اور اُن کے بھائی ڈاکٹر خان صاحب نے مسلمانوں سے کٹ کر گاندھی اور جواہر لال کی مکمل اطاعت اختیار کرلی۔ اور صوبہ سرحد کی اسلامی اکثریت پر ہندوؤں کی سازش اور خان برادران کی ملت دشمنی کے طفیل کانگرس کو اقتدار حاصل ہوگیا۔ ان دونوں بھائیوں پر کانگرس کی ہندویت کا اتنا غلبہ ہوا کہ آج ان میں اور جواہر لعل، گاندھی، پٹیل اور راجندر پرشاد میں لباس، طرز معاشرت اور دل و دماغ کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ ہندوستان کی اسلامی سیاسیات کی یہ نہایت ہی دردناک داستان ہے جس کی تفصیل کے لئے آئندہ اشاعتوں کا انتظار فرمائیں۔ صوبہ سرحد میں کانگرسی وزارت کے اثرات کا تازہ واقعہ یہ ہے کہ پشاور میں عید الفطر کو عیدگاہ میں کانگرسی مسلمان نما کانگرسی جھنڈے لہراتے ہوئے آ داخل ہوئے، اس پر مسلمان مشتعل ہو گئے۔ اور قریب تھا کہ شدید تصادم ہو جاتا۔ لیکن بمشکل حالات پر قابو پایا گیا۔ تعجب اس بات پر ہے۔ کہ ذلیل سے ذلیل ٹوڈی مسلمانوں کو اتنی جرأت کبھی نہیں ہوئی۔ کہ وہ کسی سرکاری تقریب کی خوشی میں اسلامی عیدگاہوں پر اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اسلامی جھنڈے کی بجائے یونین جیک لہرائیں۔ لیکن سرحدی خان عبد الغفار خاں اور ڈاکٹر خان صاحب کے سرخ پوشوں کی قسمت میں لکھا تھا۔ کہ وہ جواہر لعل اور گاندھی کو خوش کرنے کے لئے عیدگاہوں میں بھی کانگرس کے ترنگے جھنڈے لہرائیں۔ ہم کبھی تصور بھی نہیں کرسکتے کہ صوبہ سرحد کے غیور مسلمان اس صورت حالات کو برداشت کریں گے۔ اُن کا اسلامی فرض ہے کہ کانگرس کی وزارت کو جلد سے جلد ختم کرکے صوبہ سرحد میں اسلامی تہذیب و معاشرت کو ایک بہت بڑے خطرہ سے جو سامنے نظر آرہا ہے محفوظ کرلیں۔

چین کا حسرتناک انجام

دنیا کی موجودہ سیاست میں کمزوری سب سے بڑا گناہ ہے، اطالیہ کے فرعون مسولینی نے تمام دنیا کے احتجاج کے باوجود حبش کا خاتمہ کردیا۔ اور آج حبشہ کی سرزمین پر اٹلی کا پرچم لہرا رہا ہے جاپان نے جب دیکھا کہ جمعیت اقوام یورپ۔ محض چوں چوں کی انجمن سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اور وہ اپنی پوری طاقت کے استعمال کے باوجود اٹلی کی یلغار کی مدافعت نہ کرسکی۔ تو جاپان کے حوصلے بلند ہوگئے، برطانیہ اور فرانس کی سیاست آج کل ہٹلر اور مسولینی کے آہنی عزم کے مقابلہ میں مجروح ہوچکی ہے آج برطانیہ میں اتنی ہمت اور سکت باقی نہیں رہی کہ وہ جرمنی اور اطالیہ کے حلیف جاپان کے فوجی عزائم میں حائل ہوسکے۔ آج چین کو برطانیہ، فرانس اور امریکہ کی متحدہ طاقت بھی جاپان کی دستبرد سے نہیں بچا سکتی۔ چین کے دو صوبے پہلے ہی جاپان کے قبضہ میں جاچکے تھے اب گذشتہ چار ماہ سے جاپان چین کی انسانی آبادیوں کو فنا کے گھاٹ اتار رہا ہے شہروں کے شہر ہوائی جہازوں کی بے پناہ بمباری سے کھنڈروں اور ویرانوں میں تبدیل ہورہے ہیں۔ شنگھائی کی مشہور بندرگاہ پر جاپانیوں کا قبضہ ہوچکا ہے۔ ہزاروں میل کا رقبہ جاپان کے تصرف میں جاچکا ہے جاپانی فوجیں تباہی اور ہلاکت پھیلاتی ہوئی برابر بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ جب یہ پرچہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس وقت تک چین کے دارالخلافہ نانکن پر جاپانی استعمار کا علم لہرا رہا ہوگا۔ حبشہ کی طرح چین کا انجام کتنا حسرتناک ہے۔ قدرت کا قانون یہی ہے کہ کمزور اور ضعیف مٹ جاتے ہیں۔ طاقت اور صلاحیت کو غلبہ ہوتا ہے حبشہ اور چین کی تباہی میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے بہت بڑی عبرت ہے۔ اگر وہ ہندوستان میں شرف اور وقار کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اگر وہ ہندوستان میں غالب ہوکر رہنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں زندہ قوموں کے اوصاف اختیار کرنے چاہئیں۔ ورنہ ہندوستان اس وقت ایک بہت بڑے سیاسی اور معاشی انقلاب میں گزر رہا ہے۔ اگر مسلمانوں نے ذرا بھی غفلت کی۔ تو اللہ تعالےٰ کا قانون کسی قوم کے ساتھ ذرہ بھر رعائت نہیں کرتا۔

دار العلوم دیوبند کا شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد قاسم علیہ الرحمتہ نے دار العلوم دیوبند کی بنیاد اس لئے رکھی تھی کہ علم و عرفان کے اس چشمہ سے ہندوستان کے مسلمان سیراب ہوکر ہمیشہ حیات تازہ حاصل کرتے رہیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دیوبند کے فارغ التحصیل علما نے مسلمانوں میں بہت بڑی دینی بیداری پیدا کی۔ لیکن حضرت مولانا مرحوم کو یہ معلوم نہ تھا کہ ایک وقت ایسا بھی آئیگا۔ کہ دار العلوم کا شیخ الحدیث و پرنسپل ملت کے سواد اعظم کو چھوڑ کر گاندھی اور جواہر لعل کی کانگرس کا نقیب اور مبلغ بن جائیگا۔ اور مسلمانوں کی تنظیم اور وحدت کی بجائے ہندوؤں کے ناپاک مقاصد کی تائید و حمائت کے لئے وقف ہوجائیگا۔ مولانا حسین احمد صاحب مدنی دیوبند کے شیخ الحدیث سے کیا کبھی مسلمانوں کو یہ توقع ہوسکتی تھی کہ وہ صرف ملت اسلامیہ کے مفاد کو چھوڑ کر کانگرسی ہندوؤں کے عزائم کی تکمیل کے لئے اپنی تمام سرگرمیوں کو وقف کردیں گے، آپ اپنے اوقات کا اکثر و بیشتر حصہ اسمبلی کے انتخابات میں مسلمان اُمیدواروں کے مقابلہ میں صرف ہندو خرچ پر کانگرسی اُمیدواروں کی حمائت میں تقریریں کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ آپ کے اس طرز عمل کا نتیجہ ہے کہ دار العلوم دیوبند کی طرف ہندوستان کے مسلمانوں کی ہمدردیاں دن بدن کم ہورہی ہیں۔ اور ہر طرف اندیشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ دار العلوم کے معاون اور سرپرست مولانا حسین احمد کی کانگرس سرگرمیوں سے بہت بددل ہورہے ہیں۔ ہم مولانا موصوف کی خدمت میں باادب گذارش کریں گے کہ آپ کی تمام سرگرمیوں کا مرکز دار العلوم کے علمی مشاغل ہونے چاہئیں۔ طلبہ کو عام شکائت ہے کہ آپ تمام سال کا نصاب حدیث آخری چند دنوں میں جب کانگرس کی تبلیغ سے آپ کو فرصت ملتی ہے ختم کرا دیتے ہیں، مولانا کا۔ درحقیقت اگر وہ کانگرس اور ہندو سرمایہ داروں کے اتنے ہی شیدائی ہیں۔ تو پھر دیانتداری کا تقاضا یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کی اس جلیل القدر درسگاہ سے مستعفی ہوکر بڑے شوق سے جواہر لعل کی آنند بھون کا رُخ کریں۔ پوری ملت آپ کی موجودہ سرگرمیوں سے انتہائی بیزاری کا اعلان کررہی ہے۔ اور دار العلوم دیوبند کی شہرت کو جو نقصان پہنچ رہا ہے وہ ہرگز برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

زنانہ اسلامیہ کالج کا مبارک اقدام

ہم لاہور کے زنانہ اسلامیہ کالج کے قیام کا تذکرہ اس سے پیشتر ان کالموں میں کرچکے ہیں کہ کالج کی پرنسپل محترمہ غلام فاطمہ منشی فاضل نے اپنے خلوص اور اولوالعزمی سے پنجاب کے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے اب مسلمان لڑکیوں کے لئے بی اے تک اعلیٰ تعلیم کے حاصل کرنے میں بہت آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ ہم موصوفہ کے اس لئے اور بھی زیادہ شکرگذار ہیں۔ کہ آپ نے کالج کے ساتھ مسلم طالبات کے لئے ایک ہوسٹل کا انتظام کیا ہے۔ جس میں لاہور کے دیگر کالجوں کی مسلمان لڑکیاں بھی رہائش اختیار کرسکتی ہیں۔ اس بورڈنگ ہاؤس کی اسلامی فضا اور موصوفہ کی نگرانی میں مسلم طالبات صحیح اسلامی زندگی اور سچی اسلامی تربیت حاصل کرسکتی ہیں۔ حال ہی میں کالج میں مسلمان لڑکیوں کے لئے ایف اے پریپریٹری کلاس بھی کھول دی گئی ہے یہاں سے لڑکیاں اردو کا اعلیٰ امتحان پاس کرکے ایف اے اور بی اے کا صرف انگریزی کا امتحان دے کر بی اے کی سند حاصل کرسکتی ہیں۔ مسلمان والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کو خصوصیت کے ساتھ اردو زبان کی اعلیٰ تعلیم دلائیں۔ اور زنانہ اسلامیہ کالج کے قیام سے پورا پورا فائدہ حاصل کریں۔

گوردوارہ بابا نانک اور مسجد شہید گنج

پشاور کے ایک گوردوارہ کے متعلق آج کل ہندوؤں اور سکھوں میں شدید تنازعہ کی صورت پیدا ہوگئی ہے اور سکھ گوردوارہ کے حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سے پشاور کے ہندوؤں اور سکھوں کے تعلقات بہت کشیدہ ہو رہے ہیں خان عبد الغفار خان جن کو سرحدی گاندھی کا خطاب دیکر ہندو کانگرسیوں نے صوبہ سرحد میں صحیح معنوں میں کانگرس کا ہمنوا بنا دیا ہے بھلا ہندوؤں اور سکھوں کی اس خانہ جنگی کو کس طرح برداشت کرسکتے ہیں چنانچہ چند روز ہوئے آپ دونوں فریقوں کی دعوت پر.... گوردوارہ کا ملاحظہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے تاکہ ثالثی کے فرائض سرانجام دے سکیں۔ لیکن راستہ میں آپ کو غیور مسلمانوں نے پکڑ لیا اور دریافت کیا کہ خان صاحب جب سکھوں نے مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود مسجد شہید گنج کو منہدم کیا۔ اور منتظمان مسجد نے مطالبہ کے لئے گورو سپاہیوں کی گولیوں کا نشانہ بنے، تو اس وقت آپ کے دل میں کیوں بے قراری اور اضطراب پیدا نہ ہوا۔ اور کیوں آپ سکھوں اور مسلمانوں میں مصالحت کرانے کے لئے میدان میں نہ آئے۔ مسجد شہید گنج کی تحریک کو کانگرس نے فرقہ وار تحریک سے منسوب کیا۔ آج ہندوؤں اور سکھوں کے اتحاد کے لئے آپ اس قدر کیوں بے چین ہیں؟ سرحدی گاندھی کے پاس اس کا کیا جواب تھا؟ اب اس سے اندازہ فرمائیں۔ کہ کانگرس میں شامل ہوکر ایک مسلمان کے دل و دماغ کی کیا کیفیت ہو جاتی ہے۔ اُسے مسلمانوں کے اتحاد کی بجائے غیر مسلموں اور اسلام کے دشمنوں کے استحکام کی زیادہ فکر ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ صوبہ سرحد کو سرحدی گاندھیوں سے جلد نجات دے۔

حج کو چلو

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۝
(لوگوں کو حج کے لئے پکارو وہ تیری آواز پر چل کر آئیں گے یعنی پیدل کچھ دبلی پتلی سواریوں پر دور دراز کے رستے قطع کرتے چلے آئیں گے)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

(اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ یہ ماننا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ نماز ادا کرنا زکوٰۃ دینا حج کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا)

حج اسلام کے ارکان میں سے ایک ضروری رکن ہے [illegible]۔ ایمان لانے کے ماننے اور نماز روزہ زکوٰۃ ادا کرنے کی طرح حج کرنا بھی مسلمان ہونے کی ضروری شرط ہے حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص خرچ اور سواری کا مالک ہو اور اس پر بھی حج نہ کرے وہ یہودی کی موت مرے گا ایک اور حدیث میں بھی حج کے تمام وسائل بہم ہونے پر اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والے کے لئے اسی قسم کی وعید آئی ہے اسی طرح احادیث میں حج کرنیوالے کو بہت بڑے ثواب کی خوشخبری بھی دی گئی ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک عمرہ سے لیکر دوسرے عمرہ تک جو گناہ ہوں دوسرا عمرہ ان سب کو دور کر دیتا ہے اور قبول شدہ حج کا بدلہ یقیناً جنت ہے

حج کا کیا مقصد ہے اور اس سے مسلمانوں کو کیا فائدہ ہے خود قرآن کریم حج کی فرضیت بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ لوگ حج کو آئیں تاکہ لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ یعنی وہ اپنے منافع کے وقت حاضر ہوں علماء اسلام نے یہاں منافع سے دین اور دنیا دونوں کے منافع مراد لئے ہیں اور حقیقت میں اسلام کی تمام تعلیمات کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کی ہر عبادت کا اثر دنیاوی زندگی پر پڑتا ہے اور اسی طرح اسلام کے نزدیک دین کی بھلائی دنیا کی بھلائی پر چلنے سے اور مسلمان دنیاوی زندگی میں اگر کلید دین [illegible] کے اصول پر چلے ہوتا ہے۔

[illegible] اسلام کی ترقی کا بہترین ذریعہ ہے

ایک شخص اپنے رب کے نام پر گھر بار وطن اور آرام کو چھوڑ کر دور دراز کا سفر اختیار کرتا اور وہ بھی کسی اپنے فائدے یا ذاتی غرض کے لئے نہیں بلکہ صرف اس گھر کی زیارت کے لئے جس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ خالص رب کی عبادت کے لئے بنایا گیا ہے کتنا بڑا کام ہے کیا ایثار اور قربانی کی اس سے بڑھ کر کوئی مثال ہو سکتی ہے اس سفر میں اس کے سامنے صرف ایک چیز اور اس کے دماغ میں صرف ایک خیال ہوتا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے بلاوے پر اپنی ذاتی خواہشات اور شخصی اغراض کو چھوڑ کر بیت اللہ یعنی اللہ کے گھر جا رہا ہے حج کے یہ دن جس طرح گزرتے ہیں وہ اس کو اپنے رب سے اور قریب کر دیتے ہیں ہر وقت اس کی زبان پر لبیک اللہم لبیک کی آواز ہوتی ہے۔ اس کا دماغ اسی خیال میں غرق ہوتا ہے اس کا جسم اسی دھیان میں صحرا اور میدان قطع کرتا ہے نہ اسے آرام کی ہوش اور نہ تن کی پروا اپنے رب کی محبت میں بیخودی کا یہ عالم واقعی انسان کو دنیا سے بہت بلند کر دیتا ہے حدیث میں ہے کہ نماز مسلمان کے لئے معراج ہے سچ پوچھو تو حج اس معراج کی عملی تفسیر ہے۔ حج میں مسلمان اللہ کو اپنے روبرو پاتا ہے اس کے نور کو اپنے دل و دماغ میں روشن دیکھتا ہے یا دوسرے لفظوں میں وہ اپنے آپ کو ذات الٰہی میں گم کر دیتا ہے۔

یہ تو ہوا حج کا ایک فائدہ یعنی حج ایک بندہ کو اللہ کے نزدیک کرتا ہے اسی طرح وہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے اور اس طرح تمام مسلمانوں کو مجموعی طور پر اپنے خالق سے قریب کرتا ہے۔

دنیا کے ہر حصہ سے مختلف زبان مختلف رنگ مختلف نسل کے مسلمانوں کا ایک لباس اور ایک حیثیت میں ایک ہی سرزمین میں ایک مقصد اور ایک غرض کے لئے جمع ہونا حج کا دوسرا بڑا فائدہ ہے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام مسلمانوں کو ایک جسم سے مثال دی ہے جسم کا ایک حصہ اگر درد ہو تو دوسرا حصہ درد محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا جسم میں خانہ کعبہ کی مثال دل کی ہے۔ جس طرح دل سے تازہ خون رگوں کے ذریعے جسم کے ہر ہر حصے میں پہنچتا ہے اور اسے ہر لحظہ تازہ زندگی بخشتا ہے اور خراب خون دل میں پہنچ کر صاف ہوتا ہے اس طرح حج کے ذریعہ مسلمانوں کی جماعت نئی زندگی پا سکتی ہے مکہ معظمہ میں دنیا بھر کے اہل الرائے اور ہوشمند مسلمان نمائندے ہر سال جمع ہوں یہ لوگ اپنے ملک کے حالات اور خیالات اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں تک پہنچائیں سب مل کر آپس میں غور کریں غلطیوں کی اصلاح کے طریقے سوچیں آئندہ کے لئے مشورے کریں اور جو کچھ طے ہو اسکو ہر شخص اپنے ساتھ لائے اور اپنے اہل ملک کو اس پر چلنے کی تبلیغ کرے دوسرے سال پھر یہ اجتماع ہو۔ اگر مسلمان حج کو صحیح معنوں میں کریں اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں تو دس برس میں دنیا سے اسلام کا نقشہ بدل سکتا ہے۔

جب تک مسلمان قوم زندہ رہی حج میں بھی جان تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں خود بانفس نفیس حج کے اجتماع کا سردار رہتا تھا خلافت راشدہ کے زمانہ میں خلفاء امیر الحج ہوتے۔ امویوں اور عباسیوں نے بھی اس سنت کو باقی رکھا بلکہ معظمہ میں حج کے موقعہ پر مفسرین تفسیر لکھکر عالم نئی تحقیقات کر کے ادیب اعلیٰ تصنیف کر کے اور صوفی عرفان حاصل کر کے جمع ہوتے ایک دوسرے سے فیض حاصل کرتا اور مسلمانوں کی جماعت زندہ رہتی۔ افسوس اسلام کے ارکان کی طرح حج بھی صحیح روح سے خالی ہو گیا اور مسلمان اس رکن سے بے پروائی برتنے لگے۔

خدا کا شکر ہے کہ اب حجاز میں ایک ایسی حکومت ہے جس نے ملک میں امن قائم کر دیا ہے جس کی کوششوں سے راستے محفوظ ہو گئے ہیں اور حاجیوں کے لئے ہر قسم کا آرام مہیا کر دیا گیا ہے

[illegible] سے زیادہ تعداد میں حج کر [illegible]
کو ایمان کا نیا ولولہ اور جوش بخشے
جماعتی زندگی کو مضبوط بنیاد قائم [illegible]

[illegible] لوگوں کو دھونے والا اور ہیں انما المومنون اخوۃ یعنی تمام مومن بھائی بھائی ہیں کا بڑا سبق یاد دلانیوالا ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جو حج کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس فریضہ کو جلد سے جلد ادا کرے۔ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ (جس شخص کے پاس راستے کا خرچ ہو تو اس پر حج فرض ہے اور جو جان بوجھ کر اس حکم کی نافرمانی کرے تو اللہ تو دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے۔

برلن میں رمضان المبارک

۳ نومبر کو جماعت اسلامیہ نے نہایت دھوم دھام اور شان و شوکت سے تقریب رمضان المبارک منائی اس جشن کے لئے بہترین ہوٹل مقرر کیا گیا۔ وقت مقررہ پر ہجوم جوق در جوق آنا شروع ہوا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ عظیم الشان ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی تمام مسلمان برلنی، مصری، عراقی، تاتاری، افغانی، مراکشی، ہندی، ایرانی الغرض یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بین الاقوامی جشن ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ جرمن حضرات نے بھی بہت زیادہ حصہ لیا۔ چونکہ جرمنی قوم کو اسلام اور ممالک مشرق سے بہت زیادہ دلچسپی ہے۔ اور اس وجہ سے جرمن سربرآوردہ حضرات نہایت شوق سے جماعت اسلامیہ کی تقاریب میں حصہ لیتے ہیں جرمن دفتر خارجہ کی طرف سے سفیر فون ہنٹگ جو دوران جنگ میں افغانستان میں مقیم تھے تشریف رکھتے تھے۔

حبیب الرحمان قریشی نے حاضرین کا استقبال کیا اور ایک مختصر ارشاد فرمائی جس میں جماعت اسلامیہ کی پندرہ سالہ زندگی پر ایک سرسری سی نظر ڈالی اور بتایا کہ اب تک کتنی زبردست خدمات جماعت اسلامیہ نے کی ہیں بعد ازاں صاحب موصوف نے مسئلہ فلسطین کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ مسلمانان عالم اس کو ہرگز ہرگز پسند نہیں کر سکتے کہ فلسطین میں یہودیوں کی حکومت قائم ہو۔

اس کے بعد حضرت شیخ استاد محمد سلیمان الصافی نے رمضان المبارک پر ایک نہایت مدبرانہ اور معلومات سے پر تقریر فرمائی۔ اور روزے کا فلسفہ [illegible]

کو عیدالفطر منائی جائے گی۔ جو مصری سفیر پروفیسر ڈاکٹر محمد نشات پاشا کے تحت میں ہوگی

نماز قائم کرو!

محلہ کی مسجد آپ کے بالکل قریب ہے مسجد مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا مرکز ہے قرآن میں بار بار اقامت صلوٰۃ کا حکم ہے وارکعوا مع الراکعین کی حکمت آپ سے پوشیدہ نہیں ملت کی اجتماعی زندگی کو فروغ دینے کے لئے نماز باجماعت میں شامل ہوا آپ کے انتظار میں ہے مسجدوں کی [illegible] سے خدا ہمارے گھروں کو آباد کرے ہم پر رحمت و برکت نازل ہوگی

حجاج بیت اللہ کی

[illegible] رمضان المبارک مطابق [illegible] ام القریٰ سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۱ [illegible] راستے جہاز پر پہنچنے والے حاجیوں کی تعداد [illegible] تک جا پہنچی تھی۔ اللہم زد فزد

تحریک آزادی اور مسلمانوں کا فرض

کانگرس کی شمولیت یا ملت کی تنظیم؟

(مولانا سید ابوالاعلیٰ • مدیر ترجمان القرآن)

۲

الحمد للہ وسلام علی المرسلین۔

آزادیٔ وطن کے لئے تو سیدھا راستہ صرف وہی ہو سکتا ہے جس میں کسی باشندۂ ہند کے ہندوستانی ہونے کی حیثیت اور اس کے مسلم یا ہندو یا عیسائی یا سکھ ہونے کی حیثیت میں کوئی تناقض نہ ہو۔ جب یہاں ہر گروہ کو دونوں حیثیتوں سے آزادی حاصل ہو جس کی نوبت یہ ہو کہ مشترک وطنی مسائل کی حد تک تو امتیاز مذہب و ملت کا شائبہ بھی نہ آنے پائے مگر جداگانہ قومی مسائل میں کوئی دوسری قوم سے تعرض نہ کر سکے اور ہر قوم کو آزاد ہندوستان کی حکومت میں اتنی طاقت حاصل ہو کہ وہ اپنے ان مسائل کو خود حل کرنے کے قابل ہو۔

جیسا کہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں ہندوستان کی آزادی کیلئے جنگ کرنا تو ہمارے لئے قطعاً ناگزیر ہے لیکن ہم جس قسم کی آزادی کے لئے لڑ سکتے ہیں اور لڑنا فرض جانتے ہیں وہ یہی ہے۔ رہی وہ آزادی جو وطن پرستوں کے پیش نظر ہے تو اس کی حمایت میں لڑنا کیا معنی ہم تو اسے انگریزوں کی غلامی سے بھی زیادہ مبغوض سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس کے علمبردار مسلمانوں کے لئے وہی کچھ ہیں جو کلائیو اور ورن ہیسٹنگز کے لئے ان کے پیرو مسلمان کسی حیثیت سے بھی میر جعفر اور میر صادق سے مختلف نہیں ہیں۔ گو صورتیں اور حالات مختلف ہیں مگر دشمنی و غداری کی نوعیت میں فرق نہیں۔

خودکشی کی دعوت

اب سوال یہ ہے کہ یہ آزادی جس کو ہم اپنا مقصود بنا رہے ہیں کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟ مسلمانوں [illegible] ان میں جو مختلف تجویزیں پیش [illegible] ہیں۔

[illegible] وطن کے لئے جو جماعت [illegible] اپنے مطالبات پیش [illegible] کے ساتھ [illegible]

اس کو دوسرے کب تک زندہ رکھ سکیں گے؟ رہا دوسرا گروہ تو وہ آزادی کے حق میں اپنی قوم کی ان بنیادی کمزوریوں کو بھول جاتا ہے جنہیں گذشتہ اشاعتوں میں ہم تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔ اگر ثابت کر دیا جائے کہ وہ کمزوریاں حقیقی نہیں ہیں اور مسلمان درحقیقت اس قدر طاقتور ہیں کہ جو بیڈ شیشلزم سے ان کی قومیت اور قومی تہذیب کو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے تو ہم اپنی رائے سے واپس لینے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن اگر یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا اور ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ نہیں کیا جا سکتا تو پھر صاف سن لیجئے کہ اس مرحلہ پر مسلمانوں کو کانگرس کی طرف دعوت دینا دراصل ان کو خودکشی کا مشورہ دینا ہے۔ محض جذبات سے اپیل کر کے آپ حقائق کو نہیں بدل سکتے جس مریض کی آدھی جان نکل چکی ہے اس کے سامنے سپہ سالار بن کر نہ بیٹھئے۔ آپ کو خیر خواہی کا جذبہ ہے تو پہلے اس کی نبض دیکھئے اور اس کے مرض کا علاج کیجئے۔ پھر اس کی کمر سے تلوار بھی باندھ دیجئے گا۔ یہ کہاں کی ہوشمندی ہے کہ مریض تو بستر پر ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور آپ اس کے سرہانے کھڑے خطبہ دے رہے ہیں کہ اٹھ بہادر اپنی طاقت کے بل پر کھڑا ہو۔ باندھ کمر سے تلوار اور چل میدان کارزار میں!

یہ دونوں راستے جن لوگوں نے اختیار کئے ہیں ان میں متعدد حضرات ایسے ہیں جن کے لئے ہمارے دل میں نہایت درجہ کا احترام موجود ہے۔ ان کے خلوص ایمان میں ہم کو ذرہ برابر شک نہیں مگر ان کی جلالت شان کا پورا پورا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ وہ اس وقت مسلمانوں کی غلط رہنمائی کر رہے ہیں اور اس غلط رہنمائی کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی موجودہ پوزیشن اور مستقبل کے امکانات پر کافی غور و خوض نہیں کیا ہے۔ انہیں قدم اٹھانے سے پہلے حسب ذیل حقائق کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔

سلطنت کے اندر سلطنت

(۱) مسلمانوں کی حیات قومی کو برقرار رکھنے کے لئے وہ چیز بالکل ناگزیر ہے جس کو آجکل کی سیاسی اصطلاح میں سلطنت کے اندر ایک سلطنت کہا جاتا ہے۔ ان کی سوسائٹی جن بنیادوں پر قائم ہے وہ استوار ہی نہیں رہ سکتیں جب تک کہ خود ان کی اپنی جماعت میں کوئی ضابطہ اور حیثیت حاکمہ موجود نہ ہو۔ ایسی ایک مرکزی طاقت کے بغیر کسی غیر مسلم نظام حکومت میں رہنے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان کا اجتماعی نظام رفتہ رفتہ مضمحل ہو کر فنا ہو جائے اور وہ بحیثیت ایک مسلم قوم کے زندہ ہی نہ رہ سکیں۔

(۲) اٹھارویں صدی کے سیاسی انقلاب نے ہم کو اس چیز سے محروم کر دیا اور اس کی بدولت جو اضمحلال ہماری سوسائٹی میں رونما ہوا اسے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ڈیڑھ سو برس تک مسلسل اور پیہم انحطاط کی طرف لیجانے کے بعد یہ انقلاب ہم کو ایک ایسے مقام پر چھوڑ رہا ہے جہاں ہماری جمعیت پراگندہ، ہمارے اخلاق تباہ، ہماری سوشل لائف ہر قسم کی بیماریوں سے نزار و نزار اور ہمارے دین و اعتقاد تک کی بنیادیں متزلزل ہو چکی ہیں اور ہم موت کے کنارے کھڑے ہوئے ہیں۔

(۳) اب ایک دوسرے انقلاب کی ابتدا ہو رہی ہے جس میں دو قسم کے امکانات ہیں۔ اگر ہم نے اسی غفلت سے کام لیا جس سے گذشتہ انقلاب کے موقع پر کام لیا تھا تو یہ دوسرا انقلاب بھی اسی سمت میں جائے گا جس میں پہلا انقلاب گیا تھا اور یہ اس نتیجہ کی تکمیل کر دے گا جس کی طرف ۹۹ء میں اسکا پیش رو لے جا رہا تھا اور اگر ہم غیر مسلم نظام حکومت کے اندر ایک مسلم نظام حکومت (خواہ وہ محدود پیمانہ پر ہی ہو) قائم کر لینے میں کامیاب ہو گئے تو انقلاب اپنا رخ بدل دیگا اور ہمیں اپنے نظم اجتماعی کو پھر سے مضبوط کر لینے کا ایک موقع ہاتھ آ جائیگا۔

(۴) سلطنت کے اندر ایک سلطنت قائم کرنا کسی سمجھوتے اور کسی میثاق کے ذریعے ممکن نہیں کوئی غیر مسلم سیاسی جماعت خواہ وہ کتنی ہی فیاض اور وسیع المشرب ہو اس کے لئے بخوشی آمادہ نہیں ہو سکتی نہ اس کو بحث مباحثہ کی طاقت سے کسی دستوری قانون میں داخل کرایا جا سکتا ہے اور بالفرض اگر یہ ہو بھی جائے تو ایسی ایک غیر معروف چیز جس کی پشت پر کوئی طاقت اور رائے عامہ اور منظم قوت موجود نہ ہو عملی سیاست میں نقش بر آب سے زیادہ پائدار نہیں ہوتی۔ درحقیقت یہ چیز اگر کسی ذریعہ سے پائدار بنیادوں پر قائم ہو سکتی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ ہم خود اپنے نظام کی قوت اور اپنے ناقابل تسخیر متحدہ ارادہ سے اس کو بالفعل قائم کر دیں اور یہ ایک ایسا حاصل شدہ واقعہ بنکر ہندوستان کے آئندہ نظام حکومت کا جزو بنجائے جس کو کوئی طاقت واقعہ سے غیر واقعہ نہ بنا سکے۔

(۵) یہ کام اس طرح انجام نہیں پا سکتا کہ ہم سردست انقلاب کو اسی رفتار پر جانے دیں اور اس کی تکمیل ہونے کے بعد جب ہندوستان میں مکمل طور پر ایک غیر مسلم نظام حکومت قائم ہو جائے اس وقت سلطنت کے اندر ایک سلطنت بنانے کی کوشش کریں۔ اس چیز کو صرف وہی شخص قابل عمل خیال کر سکتا ہے جس کو عملی سیاست کی ہوا تک چھو کر نہ گذری ہو۔ اندر سلطنت کے اندر سلطنت صرف اسی صورت میں بن سکتی ہے جب کہ سلطنت کی تعمیر کے دوران میں اس کی بنا ڈال دی جائے۔

نیشنلسٹ مسلمان

(۶) جس قسم کی تعلیم اس مقصد کے لئے [illegible] وہ کانگرس کے فریم میں داخل ہو کر نہیں کی جا [illegible] کانگرس ایک منظم جماعت ہے اور ہر منظم جماعت میں یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ افراد کو اپنے دائرہ میں لیکر اپنی فطرت اور اپنے مخصوص نفسیات کے مطابق ڈھال لیتی ہے۔ مسلمانوں میں اگر مضبوط اسلامی کیرکٹر اور منظم اجتماعی نظام موجود ہوتا تو بیشک وہ کانگرس سے ڈیموکریٹ کی ہو کر اس کے نفسیات اور اصول و مقاصد میں تغیر پیدا کر سکتے تھے لیکن اس وقت وہ جن اخلاقی کمزوریوں میں مبتلا ہیں ان کو لئے ہوئے منتشر افراد کی صورت میں ان کا ادھر جانا تو صرف ایک ہی نتیجہ پیدا کر سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے جمہور پر کانگرس کی ذہنیت کا غلبہ ہو جائے۔ وہ آنکھیں بند کر کے کانگرس کی رہنمائی قبول کریں اور ان کے اشاروں پر چلنے لگیں۔ جو اسلامی مقاصد کچھ مسلمانوں میں ایک رائے عام تیار کر لینے کے جو امکانات ابھی باقی ہیں وہ بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں۔ ہر شخص جس کو خدا نے دیدۂ بینا عطا کیا ہو اس بات کو آسانی سمجھ سکتا ہے کہ "نیشنلسٹ" قسم کے مسلمان اگر کانگرس کے اندر کوئی بڑی قوت پیدا کر لیں اور حکومت کے اقتدار میں انہیں کوئی بڑا حصہ مل جائے تب بھی وہ مسلمانوں کے لئے کچھ مفید نہ ہوں گے بلکہ غیر مسلموں سے کچھ زیادہ ہی نقصان رساں ثابت ہوں گے اس لئے کہ وہ ہر معاملہ میں پالیسی اور طریق کار تو وہی اختیار کریں گے جو ایک غیر مسلم کرے گا مگر ایسا کرنے کے لئے ان کو اس سے زیادہ آزادی اور جرأت حاصل ہو گی جتنی ایک غیر مسلم کو حاصل ہو سکتی ہے اس لئے کہ بدقسمتی سے ان کے نام مسلمانوں کے سے ہوں گے۔

تنظیم ملت کا صحیح دستور العمل!

مذکورۂ بالا حقائق کو پیش نظر رکھ کر جب آپ غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ ہمارے لئے اب صرف ایک ہی راستہ باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم ہندوستان کی آزادی کیلئے جنگ میں شریک ہونے سے پہلے اپنی کمزوریوں کو دور کریں اور اپنے اندر وہ طاقت پیدا کریں جس سے ہندوستان کی آزادی کے ساتھ ہی ساتھ مسلمان کی آزادی کا حصول بھی ممکن ہو۔ اس غرض کے لئے ہم کو اپنی قوتیں جن کاموں پر صرف کرنی چاہئیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) مسلمانوں میں وسیع پیمانہ پر اصول اسلام اور قوانین شریعت کا علم پھیلایا جائے اور ان کے اندر کم از کم اتنی واقفیت پیدا کر دی جائے کہ وہ اسلام کے حدود کو پہچان لیں اور یہ سمجھ سکیں کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے وہ کن خیالات اور عملی طریقوں کو قبول کر سکتے ہیں اور کن کو قبول نہیں کر سکتے۔ یہ نشر و تبلیغ صرف شہروں ہی تک محدود نہیں ہونی چاہئے بلکہ دیہات

کے مسلمانوں کو مذہبی مسلمانوں سے زیادہ اس کی ضرورت ہے
(۲) علم کی اشاعت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو احکام اسلامی کا متبع بنانے کی کوشش کی جائے اور خصوصیت کے ساتھ ان ارکان کو بہت استوار کیا جائے جن پر ہمارے نظام جماعت کی بنیاد قائم ہے
(۳) مسلمانوں کی رائے عام کو اس طرح تربیت دیا جائے کہ وہ غیر اسلامی طریقوں کے رواج کو ترک کرنے پر مستعد ہو جائیں اور ان کا اجتماعی ضمیر احکام اسلامی کے خلاف افراد کی بغاوت کو برداشت کرنا چھوڑ دے
اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جس چیز کے استیصال کی طرف توجہ صرف کرنے کی ضرورت ہے وہ [illegible] بالا بائیں کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو ہم کو غیروں میں جذب [illegible] کے لئے تیار کرتی ہے۔

غدارانِ ملت کا استیصال

(۴) ہمیں اپنی اجتماعی قوت اتنی مضبوط کرنی چاہئے کہ ہم اپنی جماعت کے ان غداروں اور منافقوں کا استیصال کر سکیں جو اپنی فطری شرارت کی وجہ سے یا فانی اغراض کی خاطر اسلامی مفاد کو نقصان پہنچانے میں
(۵) ہمیں اس امر کی کوشش کرنی چاہئے کہ مسلمانوں کی قیادت کا منصب نہ انگریز کے غلاموں کو حاصل ہو سکے نہ ہندو کے غلاموں کو بلکہ ایک ایسی جماعت کے قبضہ میں آ جائے جو ہندوستان کی کامل آزادی کے لئے دوسری ہمسایہ قوموں کے ساتھ اشتراک عمل کرنے پر کھلے دل سے آمادہ ہو مگر اسلامی مفاد کو کسی حال میں قربان کرنے پر آمادہ نہ ہو۔
(۶) مسلمانوں میں اس قدر اتحاد خیال اور اتحاد عمل پیدا کر دیا جائے کہ وہ تن واحد کی طرح ہو جائیں اور ایک مرکزی طاقت کے اشاروں پر حرکت کرنے لگیں
اس وقت مسلمانوں کی جو حالت ہے اس کو دیکھتے ہوئے شاید بعض لوگ یہ خیال کریں گے کہ ایسا ہونا محال ہے خود میرے متعدد دوستوں نے کہا کہ تم خیالی پلاؤ پکا رہے ہو یہ قوم اس قدر گر چکی ہے کہ اب کوئی اعجازی قوت ہی اس کو سنبھالے تو سنبھالے مگر میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اس قوم کو سنبھالنے کا ایک موقع ۔ آخری موقع باقی ہے۔ ہمارے خواص خواہ کتنے ہی بگڑ چکے ہوں۔ مگر ہمارے عوام میں ابھی ایمان کی ایک دبی ہوئی چنگاری موجود ہے اور وہی ہمارے لئے آخری شعاع امید ہے قبل اس کے کہ وہ بجھے ہم اس سے بہت کچھ کام لے سکتے ہیں بشرطیکہ چند مرد مومن ایسے اٹھ کھڑے ہوں جو خلوص نیت کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے ہوں۔

انگریز کے لوڈی اور کانگریس ایجنٹ

کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ ہم کانگریس سے تصادم چاہتے ہیں ہرگز نہیں ہندوستانی ہونے کی حیثیت سے تمہارا مقصد وہی ہے جو کانگریس کا ہے اور ہم یہ سمجھتے

ہیں کہ اس مشترک مقصد کے لئے ہم کو بالآخر کانگریس ہی کے ساتھ تعاون کرنا ہے لیکن بہر حال ہم اپنے صرف اس لئے علیحدہ رہنا چاہتے ہیں کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنے مفاد کا تحفظ کرنے کے لئے ہم کو جس اخلاقی قوت اور اجتماعی نظم کی ضرورت ہے وہ ہم میں نہیں ہے ہم سب سے پہلے اپنی ان کمزوریوں کو دور کرنا چاہتے ہیں اور اس غرض کے لئے ہم ایسی رہنما [illegible] ۔ ہے جو مزاحمت [illegible] ۔ پس اگر کانگریس ہم سے تعرض نہ کرے [illegible] رکھے تو ہمارا اس سے لڑنے کا کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ [illegible]

ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اپنے مسلک کی تبلیغ کرنا اور مخالف خیالات رکھنے والوں کو تبدیل خیال پر آمادہ کرنے کی کوشش کرنا ہر جماعت کا حق ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کو یہ حق حاصل ہے تو ہم کو بھی جوابی تبلیغ کا حق پہنچتا ہے وطن پرستی اور اشتراکیت کی تبلیغ ہماری نگاہ میں شدھی کی تبلیغ سے کچھ بھی مختلف نہیں دونوں کا نتیجہ ایک ہے اور دونوں کی مزاحمت ہمارے لئے ناگزیر ہے اگر آپ اس تصادم [illegible] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تیار ہیں اور اس کو ہندوستان کے مستقبل کے لئے مفید سمجھتے ہیں تو یہ آپ کی سخت نادانی ہے

تحریک اتحاد اسلامی

علمائے کرام اور ائمہ مساجد کو دعوت عمل

آپ کا کام اُمت کی رہنمائی ہے اور مسلمانوں کو صراط المستقیم کی ہدایت کرنا آپ کا فرض ہے فرقہ بندی کو دور کرنا آپ کا کام ہے مسلمانوں سے تفریق کو دور کرنا اور اخوۃ المومنین کا سبق پڑھانا آپ کے ذمہ ہے تاکہ تمام مسلمان بھائی بھائی بن جائیں اور نا اتفاقی کے باعث جو ذلت ان [illegible]

اس لئے میں آپ سب کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ آپ اب حجروں سے باہر [illegible] نہیں ہے۔ اب چلہ کشی کا زمانہ ختم ہو چکا ہے سونے کے ایام رخصت ہو گئے۔ ضائع کر دیا اب بیدار ہو جائیے حجروں سے باہر آ جائیے اب آپ کی رہنمائی کی عمر میں آ چکے ہیں۔ مجاہد صف بندی میں مشغول ہیں انہوں نے اپنے تفرقے مٹا دیئے [illegible] کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اب آپ بھی صف بندی کر دیجئے تمام علمائے کرام اور ائمہ مساجد ایک مرکز پر آ جائیں اپنے اختلافات ترک کر دیں اور رہنما کا ماں کی صف اول میں کھڑے ہو جائیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات بیان کر کے رہنما [illegible] کے دلوں میں جوش ایمانی پیدا کریں اور سپہ سالار بن کر رہنمائی کریں۔
کیا علمائے کرام اور ائمہ مساجد مجاہدین بن کر حجروں سے باہر آئیں گے کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سپہ سالار بھی تھے۔ مجاہد بھی تھے۔ رہنما کار بھی تھے سپاہی بھی تھے آیئے اسوۂ حسنہ حضور پر نور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریں

خادم :- سنی شاہ نظامی۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اس علاقہ میں ہوا۔ ہر ایک چک میں دیہات سدھار انجمنیں کھولی گئیں وہی لوگ جو پہلے بری رسموں کے دلدادہ تھے۔ اب دیہات سدھار کے اصولوں کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں بالخصوص اصلاح اخلاق کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔
اس علاقہ میں ایک بڑی قباحت عورتوں کا تھوڑی تھوڑی جنس دوکانوں پر لے جا کر خرید و فروخت کرنا ہے جو کہ نہ صرف فضول خرچی کا موجب ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات عورتوں کے لئے تکلیف و ذلت کا باعث ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے ان انجمنوں کے قواعد و ضوابط میں یہ بھی ہے کہ عورتیں اپنے گھروں سے شہر وا [illegible] دوکانوں پر خرید و فروخت کی خاطر نہ جایا کریں۔
ایک دن کا واقعہ ہے کہ چک ۴۸۸ گ ب کی دیہات سدھار انجمن کے ایک حصہ دار کی بیوی بدوں اجازت خاوند شہر کمالیہ کے بازار میں اپنے بھائی کے ہمراہ سودا وغیرہ خریدنے چلی گئی۔
واپسی پر اس کے خاوند نے خلاف ورزی قانون پر اسے سخت زجر و توبیخ کی جس پر عورت کو معافی [illegible]

[illegible] کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

اسلامی اخوت کا روح پرور نظارہ

لاہور ۲۷ دسمبر۔ لاہور میں عید بخیریت گذر گئی عید شہر کی اہم مساجد میں پڑھی گئی۔ جن میں شاہی مسجد سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے اس مسجد میں جمع ہونے والے مسلمانوں کی تعداد ۷۰ لاکھ سے ہرگز کم نہ تھی خلقت خدا کا یہ عالم تھا کہ مسجد میں تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی اور کھڑے ہونے وقت کھویے [illegible] تھا مسجد کا دروازہ اور اس کی تمام حضوری باغ مسلمانوں سے بھرا پڑا [illegible] سپیکر موجود تھا جس کی وجہ سے خطبہ [illegible] دوسرے اعلانات کے سننے میں [illegible] تھی خطبہ شاہی مسجد کے خطیب [illegible] پر منعقد دینا نے چھوڑے [illegible] خوشی میں اور اضافہ کر [illegible] تھے ان میں آنریبل [illegible] پنجاب دوسرے [illegible] اور وزراء کے مسلم [illegible] قابل ذکر ہیں [illegible] اکثریت نے [illegible]

سبق آموز واقعہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

کمالیہ کے شمال علاقہ میں گادھی بلوچ قوم آباد ہے یہ قوم دراصل ضلع جھنگ کی رہنے والی ہے باقی اقوام کی نسبت گادھی بلوچ رسوم بد کے زیادہ دلدادہ تھے نئی آبادی کے وقت ان کو بھی اس علاقہ میں زمین ملی اور اب وہ یہاں مختلف چکوں میں آباد ہیں یہ لوگ پہلے محکمہ کوآپریشن سے بالکل نا آشنا تھے کوئی انجمن امداد باہمی قرضہ وغیرہ اس علاقہ نہ تھی ضلع لائلپور میں دیہات سدھار سکیم کا اجراء تحصیل

کے برعکس ہماری ہمدردیاں مشترک ہندوستانی مقاصد کی حد تک اس کے ساتھ رہیں گی البتہ اگر وہ ہماری غیر منظم جماعت کو اپنے نظم میں جذب کر لینے کی کوشش کرے گی اور براہ راست ہمارے عوام میں "وطن پرستی" اور "اشتراکیت" کی تبلیغ شروع کر دے گی اور اس غرض کے لئے ہماری قوم کے ان منافقوں سے کام لے گی جن کی حیثیت ہماری نگاہ میں دوسری قسم کے منافقوں (یعنی انگریزی اقتدار کے ایجنٹوں) سے کچھ بھی مختلف نہیں تو اس صورت میں ہم کو مجبوراً اس سے لڑنا پڑے گا اور اس لڑائی کا تمام تر الزام خود اسی پر عائد ہوگا۔
پنڈت جواہر لال نہرو اپنی موجودہ پالیسی کو حق بجانب

یورپ میں عریانی کا بڑھتا ہوا سیلاب

فیشن کی دیوی کی پجاریاں

عورتوں کی آنکھیں ہوئی چوٹی اور رندوں کی طرح کٹے ہوئے ناخنوں کا فیشن چونکہ پرانا ہو چکا ہے اس لئے قدرتی طور پر کسی نئے فیشن کے عالم وجود میں آنے کی توقع کی جا رہی تھی۔ پیرس کی خواتین کی عنایت سے لیجئے یہ توقع بھی پوری ہو گئی۔

یہ نیا فیشن تمام گزشتہ فیشنوں سے زیادہ آرٹ میں ڈوبا ہوا ہے اب یہ فیشن نکلا ہے کہ مغرب کی عورتیں اپنی پشت کو اور چھاتیوں کو بالکل عریاں رکھتی ہیں لیکن عریانی پر پردہ ڈالنے کی غرض سے جسم پر نقش و نگار بنوا لیتی ہیں۔

حال ہی میں ان چلتی پھرتی مغربی گڑیوں کی ایک نمائش ہوئی تھی جس میں انہوں نے اپنے جسم کو قدیم گونڈوں کی طرح رنگ کر نمائش میں پیش کیا تھا اس مقابلہ میں جو خاتون سب سے اول آئی ہے اس کے حسن مذاق کا اندازہ اس سے فرمائیے کہ اس کی پشت پر تو ہاتھی کی تصویر بنی تھی اور سینہ پر شیر کا چہرہ اور اس چہرہ کے بنانے میں کمال یہ کیا گیا تھا کہ دونوں چھاتیوں کو شیر کی آنکھوں میں تبدیل کر دیا گیا تھا ملاحظہ فرمائیے کیا جدت ہے۔

آپ کو شاید معلوم نہ ہو کہ جسم کے رنگنے کا یہ فیشن کیونکر ایجاد ہوا وہ بھی سن لیجئے پیرس کی مشہور رقاصہ مس فریا گاروش کے سینہ اور پشت پر کچھ ایسے بدنما نشانات تھے جن کے ہوتے ہوئے اس کے لئے عریاں ہو کر رقص کرنا تقریباً ناممکن تھا۔

اس بدنمائی سے بچنے کے لئے اس نے یہ صورت اختیار کی کہ رقص سے پہلے اپنے جسم پر نقش و نگار بنوا لیتی تھی جب بھی وہ اسٹیج پر نمودار ہوتی تو لوگ دیکھتے کہ اس کا جسم چھوٹے چھوٹے گل بوٹوں سے آراستہ ہے۔

یہ ادا کچھ ایسی بھائی کہ عورتوں نے عام طور پر جسم کو رنگنا شروع کر دیا اب یورپ کی جس مہذب اور شائستہ عورت کو دیکھئے وہ چلتی پھرتی گڑیا بنی ہوئی ہے۔

فیشن کی پیدائش کے ان اسباب کو دیکھتے ہوئے کچھ تعجب نہیں کہ اگر کل کسی مغربی عورت کی ناک کٹ جائے اور وہ ہوائی ناک کو سفیدے سے پینٹ کر لے تو یورپ میں کٹی ہوئی ناک کا فیشن بھی عام ہو جائے اگر یورپ میں یہ فیشن عام ہو گیا تو پھر ہندوستان میں بھی آپ دیکھیں گے کہ ہر طرف دم کٹی عورتوں کی طرح نکٹی عورتیں سڑکوں پر گھومتی ہوئی دکھائی دیں گی۔

اسی طرح اگر حسن اتفاق سے یورپ کی کوئی حسینہ ایک آنکھ کھونے کے بعد کانی ہو جائے اور وہ دونوں آنکھوں پر چشمہ لگانے کی بجائے صرف ایک آنکھ پر سیاہ چشمہ لگائے تو پھر یورپ کی ساری عورتیں آپ کو یک چشم ہی دکھائی دیں گی اور اس کے بعد ہندوستان میں یک چشم عورتوں کی کمی نہیں ہو گی۔

بہرحال یورپ میں فیشن کی پیدائش اور مقبولیت دونوں ہی حیرت انگیز ہیں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ بھوؤں کے منڈانے کا کانوں کے کٹانے کا اور نہ جانے اس کس چیز کا فیشن عالم وجود میں آئیگا آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

امریکن لڑکیوں کی شادی سے بیزاری

امریکہ کی حالت یہ ہے کہ سو میں سے پچاس لڑکیاں شادی شدہ ہونے کی بجائے کنواری رہنا پسند کرتی ہیں لڑکیوں کا شادی سے گریز کرنا سوسائٹی کے لئے جسقدر مضر ہے وہ ظاہر ہے لڑکیوں کی شادی سے اس بیزاری پر ایک امریکن خاتون نے ایک مقالہ سپرد قلم کیا ہے جسکے بعض اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

آجکل لڑکیاں شادی سے بیزار ہیں یہ بیزاری لڑکیوں میں کس قدر بڑھ رہی ہے اس کا اندازہ اس سے فرمائیے کہ تقریباً ہر لڑکی اس کوشش میں ہے کہ وہ انڈی پنڈنٹ یعنی خود مختارانہ زندگی بسر کرے پچھلے دنوں اپنے ایک دوست کی لڑکی سے میں نے پوچھا کہ تم شادی کیوں نہیں کرتیں اس نے جواب دیا کہ ہزاروں شادی شدہ عورتوں کے بعد بھی یہ سوال باقی رہتا ہے۔

میں نے اس لڑکی کے اعتراض کو رد کرتے ہوئے کہا مگر تم نے ان لاکھوں گھرانوں کی راحتوں کا اندازہ نہیں کیا جو صرف شادی شدہ ہونے کی بنا پر عیش و آرام کی زندگی گزار رہے ہیں۔

لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

طلاق کے مقدمات سے ظاہر ہے کہ شادی شدہ زندگیاں درحقیقت کس قدر خوشگوار ہیں!

یہی خیالات عموماً تمام لڑکیوں میں پائے جاتے ہیں اور اگر یہ خیالات اسی طرح ترقی کرتے رہے تو وہ زمانہ آجائیگا جب بر اعظم امریکہ میں بجائے انسانوں کے درندوں کی بستی ہو گی۔

عورتوں اور مردوں کی غیر ذمہ دارانہ حرکتوں کی وجہ سے بلاشبہ غلط فہمی بہت زیادہ بڑھ رہی ہے۔ لیکن میں نہیں سمجھ سکتی کہ ہم میں سے ایک شخص بھی ازدواجی زندگی کی ضرورت سے انکار کر سکے اس میں شک نہیں کہ شادی بیاہ میں بہت سے مذموم طریقے داخل ہو گئے ہیں جن کی وجہ سے بسا اوقات ازدواجی زندگی لعنت اور مصیبت بن جاتی ہے میں اس بارہ میں زمانہ حاضرہ کی لڑکیوں کی ہمخیال ہوں اور ان مصیبتوں کا مجھے احساس ہے جو شادی کے بعد لڑکیوں کو اٹھانی پڑتی ہیں معاشرتی خامیوں کا دور کرنا بلاشبہ ہمارا سب سے بڑا فرض ہے لیکن ان خامیوں کی بنا پر خدا اور سوسائٹی کے احکام کی خلاف ورزی کرنا کوئی دانشمندی نہیں۔

میں شادی کی زبردست حامی ہوں میرے اس خیال کو رجعت پسندانہ تصور کیا جائیگا۔ لیکن اس معاملہ میں رجعت پسند بننا ہی میں بہتر سمجھتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ ہماری ساری بہنیں اس رجعت پسندانہ خیال کے ساتھ اتفاق کریں اور اس مبارک رشتہ کو اپنا دستور العمل بنائیں۔

کسی اچھی چیز کو صرف اس لئے چھوڑ دینا کہ سوسائٹی نے اس میں نقائص پیدا کر دیئے ہیں ہرگز دانشمندی نہیں۔ ہم کو مردوں کی اصلاح کرنی چاہئے اور ساتھ ہی ہم کو ان عورتوں کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے جنہوں نے عشرت پسندی کی بنا پر مردوں کے متعلق غلط فہمیاں پھیلائی ہیں۔ مردوں کے متعلق عام طور پر خیال پھیل گیا ہے کہ وہ بے وفا ہوتے ہیں ان میں محبت کے مقابلہ میں اغراض پرستی زیادہ ہے میں یہ نہیں کہتی کہ ایسے مرد نہیں ہیں ممکن ہے کہ بعض مرد اس سے بھی بدتر ہوں مگر یہی بات عورتوں کے متعلق بھی کہی جا سکتی ہے کیونکہ طلاق کے مقدمات میں مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی جانب سے زیادہ پہل ہوتی ہے۔

لڑکیوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ شادی جسے وہ آجکل قدامت پسندی کہتی ہیں اگر ترک کر دی گئی تو کیا ہو گا اس کے نتائج بڑے ہی خطرناک ہیں۔

ہر ہوشمند لڑکی اس چیز کو سمجھ سکتی ہے کہ فطری جذبات کو دبانا ناممکن ہے ایسی حالت میں شادی نہ کرنے کی صورت میں لڑکیوں کو اکثر و بیشتر اوقات عورتوں کے شکاریوں کے ہاتھوں شکار بننا ہو گا جس میں نہ صرف عزت کا نقصان ہے بلکہ جان کا بھی اندیشہ ہے۔

پھر یہ کہ غیر شادی شدہ لڑکی کا مستقبل نہایت تاریک ہوتا ہے۔ جوانی میں تو لاکھ دوست اور ہمدرد مل جائینگے لیکن جوانی کے ڈھلنے کے بعد ایسا کوئی ساتھی یا نگراں باقی نہ رہے گا قدرت کا یہ اصول ہے کہ بچپن میں ہم اپنے بچوں کو پالتے ہیں اور بڑھاپے میں ہمارے بچے ہماری پرورش کرتے ہیں لیکن شادی کے بغیر یہ چیز ناممکن ہے شادی کے بغیر زندگی بے کیف ہی نہیں ہے بلکہ نہایت ناکام اور نامراد بھی ہے۔

سوسائٹی اور مذہب کی رو سے ہمارا فرض ہے کہ ہم شادی کی مخالفت کرنے کی بجائے جو بدترین گناہ ہے اس کی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں اس دنیا کی رونق اور خود اعلیٰ انسانوں پر موقوف ہے اور ان انسانوں کا دارومدار صرف شادی پر ہے۔ اگر شادی کا سلسلہ ختم ہو گیا تو پھر نوع انسان کا وجود ختم ہو جائے اور اگر اس کے بغیر وجود باقی بھی رہتا ہے تو سوسائٹی کے نظام کو درہم برہم کرنے کے بعد۔

میں امریکہ، یورپ اور ساری دنیا کی لڑکیوں سے گذارش کروں گی کہ وہ اپنے فرائض کو پہچانیں عورت دنیا کے نظام کو برقرار رکھنے کے لئے آئی تھی لیکن وہ اپنے فرائض کو بھولنے کے بعد سوسائٹی کے نظام کو تہ و بالا کرنے پر تلی ہوئی ہے جو انسانیت اور تہذیب کے لئے بیحد خطرناک ہے۔ (مدینہ)

عورت کی بغاوت

امریکہ کی مشہور مضمون نگار خاتون مس ڈورس فریڈمن کا خیال ہے کہ عورتوں کی کمزوری نے مردوں کو مغالطہ میں ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے وہ مغرور ہو گئے ہیں خاتون مذکور کی رائے ہے کہ عورتوں ہی نے مردوں کو بگاڑا ہے اور اب ان ہی کو مردوں کی اصلاح کرنی چاہئے چنانچہ اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے خاتون مذکور نے ایک طویل مقالہ سپرد قلم کیا ہے جس کے اقتباسات معاصر دین و دنیا کے شکریہ کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

میں سالہا سال تک مردوں کی فطرت کا مطالعہ کر رہی ہوں میں نے ہر طبقہ کے مردوں کی یہ خصوصیت پائی ہے کہ وہ اپنے آپ کو انسانوں سے کچھ بلند سمجھتے ہیں اور عورتوں کے مقابلہ میں تو وہ ہمیشہ اپنے آپ کو بہت ہی بلند و برتر خیال کرتے ہیں۔ خواہ مرد زبان سے عورتوں کے طبقہ کی تذلیل نہ کریں لیکن ان کے افعال سے برابر قدرتی طور پر عورتوں کی تذلیل ہوتی رہتی ہے لیکن عورتیں ہیں کہ وہ اپنی اس تذلیل کو بہت کم محسوس کرتی ہیں۔

عورتوں کی یہ تذلیل اور مردوں کا یہ غرور سب کچھ عورتوں کی کوتاہی کا نتیجہ ہے عورتوں نے مردوں کو مغالطہ میں ڈال رکھا ہے مغالطہ میں ہونے کے بعد مردوں کا خیال ہے کہ وہ عورتوں کے مقابلہ میں بہادر ہوتے ہیں اور صاحب تدبر ہوتے ہیں حالانکہ یہ چیز بالکل غلط ہے۔

بہادری اور دلیری ہاتھ پاؤں کی مضبوطی یا جنگ کے میدان کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقی بہادری پریشانیوں اور مصیبتوں کا مقابلہ ہے جس میں عورتیں مردوں کی نسبت ثابت قدم ہوتی ہیں لہٰذا یہی پریشانی اور مصیبت ان کے دماغی توازن کو کھو دیتی ہے اور وہ پریشانی میں مبتلا ہونے کے بعد ایسی جنونانہ حرکتیں کرتے ہیں کہ لڑکیوں کو بھی ان پر ہنسی آتی ہے۔ مرد کتنے بہادر ہیں اسکا اندازہ اس سے لگائیے کہ خودکشی کے واقعات زیادہ تر مردوں ہی میں ہوتے ہیں وہ ذرا سی پریشانی اور ناکامی پر جان دے دیتے ہیں کیا اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بزدلی کی مثال ہے۔

ہیں کہ برخلاف عورتوں کی کیفیت یہ ہے کہ وہ مصائب کا نہایت استقلال کے ساتھ مقابلہ کرتی ہیں۔ کبھی بھی نہیں گھبراتیں اور مصیبت کو لبیک کہنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ افلاس تنگدستی اور بڑی سے بڑی تکلیف کو عورتیں نہایت خندہ پیشانی سے ٹال دیتی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ وہ مایوس مردوں کے دلوں میں بھی ہمت اور جرأت کی روح دوڑا دیتی ہیں۔

دنیا کے مدبرین کی زندگی کا اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو ان کی کامیابی کی تہ میں عورتوں کی ہمت اور جرأت کارفرما نظر آئے گی ہر شخص جانتا ہے کہ جب لارڈ ولنٹ صدر جمہوریہ امریکہ انتخابات کی جنگ لڑ رہے تھے تو وہ اسقدر گھبرا گئے کہ میدان سے ہٹنے کا انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا اس میدان میں جس نے ان کو کامیاب بنایا وہ ایک عورت ہی تھی یعنی مسز روزولٹ۔

اب رہا مردوں کی دانشمندی اور تدبر کا معاملہ تو دنیا میں وہ انسان دانشمند ہو ہی نہیں سکتا جس کے مزاج میں تیزی اور گرمی ہے آپ دیکھیں گے کہ مردوں کے مزاج میں بیحد گرمی ہوتی ہے ذرا سی بات سے وہ برافروختہ ہو جاتے ہیں اس کے برخلاف عورتوں کے دماغ کو قدرت نے سکون عطا کیا ہے وہ کسی طرح جلد فیصلہ قائم نہیں کرتیں اور نہ جلد برافروختہ ہوتی ہیں غرضکہ مردوں میں نہ بہادری ہے نہ عقلمندی اور نہ تدبر صرف وہ اپنا پروپیگنڈہ خوب کرنا جانتے ہیں۔ اور ان کے پروپیگنڈہ کا یہ اثر ہے کہ آج عورتیں بھی ان کو بہادر دانشمند اور مدبر سمجھنے لگی ہیں۔

میرے خیال میں عورتوں کو چاہئے کہ وہ مردوں کے دماغ کو درست کریں اور ان کے ذہن سے اس چیز کو ہٹا دیں کہ وہ عقل شعور اور جرأت میں امتیازی درجہ رکھتے ہیں کیونکہ یہ مغالطہ کی بنا پر مرد عورتوں کو ذلیل کم ہمت اور احمق سمجھ رہے ہیں۔

عورتوں میں چونکہ اعلیٰ ظرفی ہے اس لئے وہ اپنی خوبیوں کو چھپاتی رہتی ہیں۔ لیکن اپنی خوبیوں کو چھپانا کوئی دانشمندی نہیں عورتوں کو چاہئے کہ اپنی خوبیوں کو نہ صرف ظاہر کریں بلکہ ان کو جتلا دیں اور مردوں کو اپنے افعال اور کارناموں سے یہ بتا دیں کہ اگر مرد جسمانی اعتبار سے قوی ہے تو عورت کو دماغی لحاظ سے برتری حاصل ہے۔

اگر عورتیں اس طرح اپنے جوہروں کو چھپاتی رہیں اور مردوں کو مغالطہ میں انہوں نے مبتلا رکھا تو وہ زمانہ دور نہیں ہے جب مرد عورت کو بہت حقیر اور ذلیل سمجھنے لگیں گے میں ہرگز نہیں چاہتی کہ عورتوں اور مردوں میں کوئی کشاکش جاری ہو لیکن میں اسے بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ خدا کی ایک مخلوق دوسری مخلوق کو حقیر اور ذلیل سمجھے اور صرف اپنے نفس پرستی اور لذت کی تکمیل کا آلہ سمجھے۔

ازدواجی مسرتوں کا راز

حسن اور عشق کی رنگین داستانیں ازل سے آج تک فضاؤں میں گونج رہی ہیں عورت اور محبت کی خاطر جو جو قربانیاں کی جا چکی ہیں ان کا خون ابتک شفق کے احمریں پردوں میں ہویدا ہے۔ لیکن بہت کم لوگ ایسے ہیں جو شادی کے بعد حقیقی مسرتوں سے ہمکنار ہو سکتے ہیں آج تک عورت کی فطرت اور اس کی عادات کا راز نہ کھل سکا ہے اور نہ آئندہ اس کے انکشاف کی کوئی امید ہے۔

جہاں تک انسانی عقل و فکر کا تعلق ہے انسان جذبات محبت کو تسکین دینے کے لئے سینکڑوں اسباب اور علل تلاش کر لیتا ہے۔ چنانچہ ہم اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے کوشش کرتے ہیں کہ عورتوں کی فطرت سے واقفیت اور ان کی محبت کی حقیقی مسرت حاصل کرنے سے آجکل کے نوجوان کیوں محروم رہیں؟

عورت کی نفرت کے سب سے بڑے دو وجوہ ہیں۔

سب سے پہلا یہ کہ عورت پر شک کیا جائے اس پر طرح طرح کے الزامات لگائے جائیں اور محبت کی بیخودی میں اور کچھ نہیں تو اسے بیوفا ہی کہدیا جائے اپنی ظاہری شکل و صورت کو بگاڑ دیا جائے لباس خراب بدنما اور بدوضع پہنا جائے وغیرہ

دوسری وجہ عورت پر زیادہ اعتماد اور بھروسہ اس سے ہر ایک قسم کی توقع رکھنا اور اسے اپنے اشاروں پر چلانے کی بہت جلد کوشش کرنا وغیرہ۔

وہ بہادر نوجوان جو تجارتی اصولوں کو محبت کی نازک اور لطیف فضاؤں میں آزمانا چاہتا ہے ہمیشہ ناکام رہتا ہے

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہندوستانی نوجوان شادی سے قبل عورت کی فطرت کو اس کی عادات و خصائل اس کی طرز رہائش اور طرز تمدن کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور نہ ہندوستان کے رسوم اور رواج کی پابندیاں ہی اس کو اس قسم کا کوئی موقعہ دیتی ہیں جسکا نتیجہ ظاہر اور انجام بین مرد اور عورت دونوں میں سے کسی ایک کو بھی حقیقی خوشی اور سچی مسرت نصیب نہیں ہوتی۔

بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک کندۂ ناتراش جاہل اور ناکارہ عورت سے ایک ادیب شاعر اور لطیف جذبات رکھنے والے نوجوان کی شادی کر دی جاتی ہے جو کہ اسکی زندگی کو نہ صرف تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ بلکہ ملک اور قوم کو ایک ایسے پھول سے محروم کر دیتی ہے جس کی خوشبو سے ان کا مشام جان معطر ہوتے تھے ایک جلد باز اور گرم مزاج شوہر کا بیان ہے کہ میری بیوی خوبصورت بھی ہے اور جوان بھی میری آمدنی بھی کافی ہے لیکن پھر بھی میں اپنی عورت سے مطمئن نہیں ہوں وہ مجھ پر حکومت کرنا چاہتی ہے اور میں اس پر اسی وجہ سے دونوں حقیقی خوشی سے محروم ہیں۔

خاکسار تحریک کے افسران بالا کا دورۂ سرحد

ادارۂ علیہ ہندیہ اچھرہ لاہور کی طرف سے سپاہی احمد شاہ بیرسٹر ایٹ لا سالار اعلیٰ تحصیل پسرور سالار ادارہ صوبہ سرحد بشیر احمد صدیقی پشاور ناظم اعلیٰ پنجاب و صوبہ سرحد ملک اکرم خان راولپنڈی سالار جانب پنجاب و صوبہ سرحد شاہ دین اسلم سالار ادنیٰ پنجاب و صوبہ سرحد کو دورہ کے متعلق احکام پہنچ چکے ہیں۔ یقین ہے علامہ مشرقی بھی اس دورہ میں بعض مقامات پر شامل ہوسکیں گے بشیر احمد صدیقی ناظم اعلیٰ کو دورہ کے دوران میں پروگرام کی تبدیلی کا اختیار ہے انہی ایام میں مندرجہ ذیل مقامات پر کیمپ کئے جائیں گے۔

پروگرام حسب ذیل ہوگا —

تاریخ	مقام
۸ دسمبر لغایت ۱۴ دسمبر	ضلع کوہاٹ
۱۷ ۔ ۔ ۲۱ ۔	ضلع بنوں
۲۴ ۔ ۔ ۲۸ ۔	ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں
۳۱ ۔ ۔ ۶ جنوری	پشاور صدر و شہر و نواح پشاور
۷ جنوری و ۸ جنوری	چارسدہ و نواح چارسدہ
۹ لغایت ۱۱ ۔	اتمان زئی و نواح اتمان زئی
۱۲ ۔ ۔ ۱۴ ۔	تنگی و نواح تنگی
۱۵ ۔ ۔ ۱۹ ۔	پنج پیر و مانیری بالا
۲۰ ۔ ۔ ۲۲ ۔	مردان و نواح مردان
۲۳ ۔ ۔ ۲۵ ۔	اکوڑہ خٹک و نواح اکوڑہ خٹک
۲۷ ۔ ۔ ۲۹ ۔	نوشہرہ و نواح نوشہرہ
۳۰ ۔ ۔ ۲ فروری	ٹبی و نواح ٹبی
۴ فروری تا ۹ ۔	ایبٹ آباد و ہری پور ہزارہ

کیمپ حسب ذیل ہوں گے:۔

۱۰، ۱۱، ۱۲ دسمبر
بلی ٹنگ، کوہاٹ۔ چکر کوٹ۔

۳۱ دسمبر، یکم جنوری، ۲ جنوری۔
پشاور صدر و پشاور شہر

۷، ۸، ۹ جنوری۔
چارسدہ۔ اتمان زئی۔

۱۴، ۱۵، ۱۶ جنوری
تنگی۔ پنج پیر۔ مانیری بالا۔

۲۱۔ ۲۲، ۲۳ جنوری۔
مردان۔ اکوڑہ خٹک

۲۸، ۲۹، ۳۰ جنوری
نوشہرہ۔ ٹبی۔

مدیر "الاصلاح"

شادی سے قبل اور شادی کے بعد عورت کسی چیز کا جلد فیصلہ نہیں کر سکتی کیونکہ وہ سمجھتی ہے کہ صنف نازک پر جو زبردست حملے مردوں اور نوجوانوں کی طرف سے ہو رہے ہیں وہ اب ناقابل برداشت ہو گئے ہیں فیصدی مرد ازدواجی زندگی سے اتنا نقصان نہیں اٹھاتے جتنا فیصدی عورتوں کو اٹھانا پڑتا ہے اس لئے عورت ہمیشہ اپنے فیصلہ کو پوشیدہ اور دل کی گہرائیوں میں چھپا کر رکھتی ہے۔ لیکن جب وہ محبت کرتی ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کے قدم جادۂ اعتدال سے متزلزل نہیں کر سکتی۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت کو مرد کی قابلیت پر پورا پورا اعتماد ہوتا ہے لیکن اسے اپنے اوپر پورا پورا اعتماد نہیں ہوتا کہ وہ اپنے خاوند کو بھی خوش رکھ سکے گی یا نہیں۔

ایسی صورت میں مرد کو تھوڑی بہت بردباری اور سمجھداری کا ثبوت دینا چاہئے اس بات کی کوشش کرنا چاہئے کہ عورت کے دل میں خوداعتمادی کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

ہندوستان کی اسلامی تحریکات

جناب مولوی عبدالقدیر صاحب

"علی گڑھ تحریک"

میرا خیال ہے کہ تعمیری لحاظ سے زیادہ مفید، اور زیادہ بار آور علی گڑھ تحریک ہوئی۔ جس نے مسلمانوں کو تعلیم جدیدہ کی طرف مائل کرنے کے لئے پہلا قدم اٹھایا۔ اور جہاں تک ہو سکا انہوں نے اس کو تعلیم جدید سے بہرہ ور کیا۔ لیکن جس ماحول میں یہ تحریک سرعرصہ وجود میں آئی وہ تھا کہ [illegible] کی ہولناک۔ [illegible] نے مسلمانوں کو [illegible] کا عبرتناک نقشہ بتا رکھا تھا ان کی درماندگی موت سے کم نہ تھی وہ اپنے مٹ جانے کو اپنی تقدیر کا آخری فیصلہ کرتے ہوئے حریت و استقلال کے دونوں گوہر گنوا بیٹھے تھے۔ اور اپنے کو اپنی بساط الٹنے والوں کے رحم پر بعینہ اسی طرح سے چھوڑ چکے تھے۔ اور اپنے کو جس طرح ایک اجل رسیدہ شکار شیر کے قدموں پر لا کر ڈال دیتا ہے۔ قدرتی طور پر اس اضطراری حالت میں جو ہونا تھا۔ وہی ہوا۔ کہ علی گڑھ تحریک اگرچہ بلحاظ نوعیت خالص تعلیمی تھی۔ مگر انگریزوں کی اطاعت گذاری کا رنگ اس پر چھایا ہوا تھا۔ چنانچہ اس وقت کے اردو لٹریچر کو جس کے بانی ہونے کا شرف بھی سرسید ہی کو تھا۔ میں یہ رنگ نمایاں طور سے نظر آتا ہے۔

"مسلم لیگ"

جس زمانے میں علی گڑھ تحریک کی بنا ڈالی گئی۔ تقریباً اسی وقت مسلمانوں کی سیاسی تحریک کانگریس کے توڑ پر مسلم لیگ کی صورت میں جلوہ گر ہوئی۔ اس تحریک کا امتیازی نشان بھی خیر خواہی اور اطاعت گذاری تھا ان دونوں تحریکوں کے طرز عمل نے مسلمانوں کی ذہنیت کو اس قدر منقلب کیا۔ کہ عوام تو ایک طرف خواص تک انگریزوں کو اولامر یا کم از کم فریق معاہدہ کا درجہ دیکر اس کی خیر سگالی کو جز مذہب تصور کرنے لگے۔ اور اسلام کو سلامتی کی ایک صورت قرار دیکر حاکم کے سامنے سر تسلیم کرنے کو جز ایمان مانتے رہے اس ذہنیت کا نتیجہ یہ ہوا مسلمان گورنمنٹ سے جو کچھ مانگتے منت پذیری۔ شکر گذاری اور اعتراف عجز کے ساتھ مانگتے۔ مگر ہندو اپنی لیاقت اور استحقاق جتلا کر مانگتے اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے مسلم لیگ کا نصب العین کامل آزادی ہے۔ اور مسلم لیگ ہندوستان کے نو کروڑ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے۔ (مدیر)

خلافت

مسلمانوں کی اعتقادی اطاعت کا زاویہ [illegible] ترکی [illegible] تک قائم رہا۔ ترکوں کے [illegible]

ہاں کس مقدس سے ان کے ہاتھ دھو بیٹھنے پر مسلمانان ہند کی سب ہی دست سے کروٹ لی۔ ان کے جذبات میں [illegible] ہی جوش [illegible] اور وہ خلافت کے مٹ جانے کے بعد تحریک خلافت کا علم لے کر اٹھے لیکن چونکہ اپنے نقطہ جامعیت زیاں سے [illegible] کے ہٹ کر اپنے مرکز و وقار کو بھول چکے تھے اس لئے ذلت فرنگ سے آزاد ہوتے ہی غال ہندو کے پرستار ہوئے جو صرف [illegible]

تک منہ لانا۔ ان کے مسرور ہونے پر کھلی ہوئی دلیل نہیں قدامت پسند علما ہیٹ اور سوٹ پہننے والوں کو من تشبہ بقوم فھو منھم کی تعزیر میں کھینچتے ہیں۔ لیکن اب ان میں سے بعض کے زیب سر گاندھی کیپ رہتی ہے کیا ان کا یہ طرز عمل ہندوانہ شعار کے اعزاز کی دلیل نہیں؟

درون خانہ کے محرم راز اس واقعہ کو بھولے نہ بھولے ہوں گے۔ کہ ایک بار اس مقدس جماعت کے رکن اعظم اور قائدین ملت میں سے ممتاز درجہ رکھنے والے بزرگ نے ہندوستان اور ماورائے سرحد کے مسلمانوں کو ایک جہاد مبین میں باندھنے کی غرض سے کس جوش سے عملی اقدام کرنا چاہا تھا۔ اور گاندھی نے ناگپور کے اجلاس کے موقعہ پر کتنی آسانی سے اس ارادہ سے باز رہنے کا ان سے

[illegible]

تحریک خلافت کا جوش ٹھنڈا پڑتے ہی یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مسلمانوں میں تنظیم [illegible] کرنے کی غرض سے تحریک تنظیم [illegible] کے شور و غوغا کے بعد بلبلے کی طرح سے بیٹھ [illegible] گئی۔ بانئے تحریک کے متعلق عام طور سے [illegible] کر وہ مسلمانوں کو منظم کر کے کانگریس میں لے جانا چاہتے تھے اگر واقعی ان کا یہ خیال تھا تو [illegible] کیونکہ اگر مسلمان منظم ہو کر کانگریس میں پہنچتے تو مسلمانوں کی جو بے وقعتی آج کانگریس میں ہے اس حالت میں نہ ہوتی۔ لیکن بانئے تحریک کی اس نیت سے [illegible] کا پتہ چلتا ہے کہ انہیں یقین تھا کہ آئندہ کو وہ مسلمانوں کا کسی صورت میں بھی اپنے قوت بازو سے کچھ کرنا ہمیشہ کے لئے ناممکن ہے۔ یہ دلیل ہے اس امر کی کہ زعمائے قوم کا دل و دماغ قوام مدت سے یکسر خالی ہو چکا ہے اور چونکہ وہ خود "ان کنتم مومنین" کی سے آزاد ہیں۔ اس لئے "انتم الاعلون" سے [illegible] تک مسلمانوں کے متصف نہ ہونے کا عزم باطل ان کے دل میں مرکوز ہے۔

"احرار"

کارکنان خلافت میں بعض حضرات ڈائنامیٹ کی سی اشتعال پذیر طبیعت رکھتے تھے اور وہ تادم واپسیں مشین گن اور بم بنے رہنے کا عزم بالجزم کر چکے تھے اس لئے خلافت کے سرد ہوتے ہی وہ بصورت احرار میدان عمل میں نمودار ہوئے۔ چونکہ زلزلہ کی سی طبیعت رکھتے تھے۔ اور زلزلہ اپنی گرفت سے کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا کرتا۔ اس لئے ان کا ترکش ہر ایک کے لئے خالی ہوتا رہا۔ وہ راجپال اور کشمیر ایجی ٹیشن میں ہندوؤں کے سر پر صاعقہ ذوالجلال بن کر گرے۔ پنجاب میں انہوں نے قادیانیوں کے گلے پر گھونسہ مارا۔ لکھنؤ میں شیعہ کے سر پر چپت رسید کیا بہت سے جلسوں میں نیلی پوشوں سے [illegible] نہرو رپورٹ کی حمایت میں مسلمانوں ہی کو [illegible] اور اب کانگریس کی فریاد پر مسلم لیگ کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ ان بہادروں نے صرف [illegible] ہی کے محاذ کی استواری پر اپنا زور [illegible] مسلم کیوں نہیں کیا۔ اور ان [illegible] کانگریس سے پیمان وفا باندھنے پر مجبور [illegible] نذر گاندھی کے لئے [illegible] ہے کہ قوم کا ہر کہ وہ قائم ملت [illegible] تخریب ملت کے [illegible]

[illegible]

نواب جنرل سر عمر حیات خانصاحب ٹوانہ کا ایثار

اخبار مسجد کی توسیع اشاعت کی رفتار

اس ہفتہ دفتر تنظیم مساجد میں نواب جنرل سر عمر حیات خانصاحب ٹوانہ بالقابہ ڈاکخانہ رسیٹ ضلع شاہ پور کی طرف سے یک صد روپیہ بذریعہ منی آرڈر موصول ہوا۔ جس کے ساتھ اس امر کی صراحت کر دی گئی تھی کہ یہ رقم مدیر اخبار "مسجد" کی ذات کے لئے ہے۔ میں جنرل صاحب موصوف کی اس کرم فرمائی کے لئے بے حد ممنون ہوں۔ لیکن میری ذاتی خوشی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ تحریک تنظیم کو زیادہ سے زیادہ تقویت حاصل ہو۔ اور تحریک کا اخبار ہندوستان بھر کی جامع مساجد میں بڑی سے بڑی تعداد میں پہنچایا جائے۔ چنانچہ یہ رقم بھی ائمہ مساجد اسلامیہ سکولوں کے طلبہ و اساتذہ اسلامی لائبریریوں اور خاکساروں کو چار روپیہ سالانہ کی بجائے صرف ایک روپیہ سالانہ میں اخبار "مسجد" جاری کرنے پر صرف کی جائے گی گذشتہ رعایتی اعلان اور یہ عطیہ شامل کر کے ڈیڑھ سو ائمہ مساجد اور اسلامیہ سکول صرف ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر کے ایک سال کیلئے اخبار مسجد جاری کرا سکتے ہیں اس وقت تک [illegible] کے قریب درخواستیں آ چکی ہیں جنرل صاحب کی صورت سے ہمیں بہت بڑی امداد کی توقع ہے اور ہمیں مسرت ہے کہ موصوف اس تحریک کو بہت پسند فرماتے ہیں

سید سرور شاہ گیلانی

سامنے جھکنے کے قابل تھا۔ وہ جان بل کی حکومت سے مردانہ وار اٹھا۔ مگر افسوس فوراً ہی گاندھی کی کٹیا کے سامنے خم ہو کر رہ گیا۔

"جمعیت العلماء"

خلافت کے دوش بدوش ہمارے مذہبی پیشوا جمعیت العلماء کی صورت میں اٹھے اس میں شک نہیں کہ یہی مقدس گروہ مسلمانوں کی سیاسی بیداری کا محرک ہوا مگر یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ ساحر ہند کا فسوں اس گروہ پر بھی کارگر ہوئے بغیر نہ رہا۔ کیا نماز کے [illegible]

[illegible] کھڑے رہنا۔ اور [illegible] کے اجلاس میں خاموش رہنا۔ جبکہ [illegible]

عہد لے لیا تھا۔ کیا یہ واقعہ اس امر کا عملی ثبوت نہیں کہ علماء [illegible] کے حکم کو اتحاد اسلام کے دشمن گاندھی کی ہندوانہ مصلحت پر قربان کر سکتے ہیں۔ تازہ واقعہ کس قدر دردناک اور علماء کی اسلامی کی عصبیت پر نوحہ خواں ہے۔ کہ ابھی بجنور کے الیکشن میں کانگریس اور مسلم لیگ کے مقابلہ کے دوران میں جواہر لال نے کانگریس کے مسلمان ماشیروں کے بازو [illegible] اللہ اکبر کے نشان اٹھوا لئے حالانکہ جمعیت العلماء اور دیوبند کی [illegible] جواہر لال کی حمایت پر تلی [illegible]

کیا اٹلی فلسطین کی حمایت میں اعلان جنگ کر دیگا

[illegible] کا اسپیشل خصوصی [illegible] عجیب خبر دیتا ہے کہ تقسیم فلسطین کی تجویز سے اقوام عرب میں جو زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے، اس کو اٹلی برطانیہ کے اثر و اقتدار کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔

چنانچہ مسلسلے جو اخبار آ رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اٹلی نے سلطنت یمن سے ایک معاہدہ مودت کر لیا ہے جس کی رو سے اٹلی نے اس بات کی ذمہ داری لی ہے کہ اگر یمن اٹلی کے کسی دشمن سے دوستانہ ربط و ضبط نہ رکھے گا۔ تو بیرونی حملہ کی صورت میں اٹلی حفاظت یمن کی ذمہ داری لے گا۔

اسی طرح خواہشمند ہے کہ سلطان ابن سعود سے بھی ایک دوستانہ معاہدہ ہو جائے۔ اور اگرچہ ابن سعود ہنوز انگریزوں کی طرف دار ہیں۔ مگر عرب کے نوجوان اٹلی کی طرف التفات کر رہے ہیں چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ سلطنت یمن کے وزیر خارجہ بذریعہ ہوائی جہاز اٹلی تشریف لے گئے ہیں تاکہ مسولینی سے مل کر معاہدہ کی تفصیلات طے کریں۔

اسی نامہ نگار نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسولینی جب لیبیا گئے تھے تو انہوں نے انہیں یقین دلایا تھا۔ کہ فلسطین میں یہودی مقاصد کے خلاف اٹلی جو کاروائی کرے گا یمن اس کی تائید کریگا۔

لیکن ترک اس کے خلاف ہیں۔ ان کی رائے یہ ہے کہ فی الحال عربوں کو انگریزوں سے بگاڑنا نہ چاہیئے ترکوں کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ اٹلی پر بھروسہ کرنا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ اٹلی کی مشرقی پالیسی ممالک اسلامی کے لئے مفید نہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایرانی اور افغانی نمائندے بھی ترکوں کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں۔ اور ترکوں نے اس خیال کی تائید کی ہے کہ اگر برطانیہ نے گورنمنٹ فلسطین کو تسلیم کیا ہے تو مسئلہ فلسطین کا کوئی دل پسند حل اب بھی ناممکن نہیں۔

ترک نہیں مانتے

نامہ نگار مذکور کا یہ بھی بیان ہے کہ اگرچہ عراق و شرق اردن بھی اس حکمت عملی کی تائید کرتے ہیں

ایک ترک محقق کا حیرت انگیز کارنامہ
خطرے سے بچانے والے آلہ کی ایجاد

ترکی کے ایک شخص ابراہیم بک کی ایک حیرت انگیز ایجاد نے محققین مغرب کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ یہ ایجاد ہوائی جہازوں کو خطرے کے وقت مصیبت سے نجات دلا سکتی ہے۔ اس کی صورت اس چھتری کی سی ہے جسے خطرے کے وقت کھول کر ہوا باز زمین پر اتر آتے ہیں۔

ابراہیم مدرسہ نظامیہ ترکی کا ایک فارغ التحصیل طالب علم ہے جو پیرس میں صناعی کی تعلیم کے لئے گیا تھا۔ اس نے زمانہ طالب علمی میں وہ شاندار ایجاد کی۔ جس کے تصور سے کبھی یورپ کے ہوابازوں کا دماغ خالی تھا۔ یہ اختراعی کارنامہ اس قدر مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوا کہ حکومت فرانس اسے خریدنے پر مجبور ہو گئی

اب اس سے معاملہ کرنے سے پیشتر فرانس کی وزارت حرب نے ماہران آلات کو دعوت دی جنہوں نے اس فضائی چھتری کا تخمینہ و تجربہ کی آنکھوں سے معائنہ کیا۔ اور سب نے تعینی طور پر بیان کیا کہ یہ چھتری واقعی مفید ترین اور بے نظیر ہے۔ اس کے بعد اس کا امتحان چھوٹے چھوٹے طیاروں پر کیا گیا۔ جو کامیاب ثابت ہوا۔ لیکن حکومت فرانس اس سے بھی مطمئن نہ ہوئی۔ اس نے بہت بڑے طیاروں کو مصنوعی حادثات میں مبتلا کر کے فائدہ اٹھایا۔ بالآخر اسے پورے [illegible] کا [illegible] و قیمہ عدیم المثال ہے۔ اس کے بعد اس چھتری کا حق ایجاد خرید لیا گیا۔

عقبہ کے قریب سعودی افواج

[illegible]

شرق اردن اور مملکت عربیہ سعودیہ کی سرحد پر آلات حرب کی فراہمی کی جا رہی ہے اور فوجوں کے مرکز قائم ہو رہے ہیں۔ خلیج عقبہ کے قریب ایک چھاؤنی تیار ہو رہی ہے اور ایک ذات حج میں جہاں حجاز کو شاہراہ جاتی ہے ایک شیطیہ میں جو معورہ کے اسٹیشن سے دو میل پر ہے چوتھی چھاؤنی اجبوبہ میں وادی سرحاب کے قریب، پانچویں عمر قلعہ کے قریب الحدیبیہ میں [illegible] سابق حاکم تربات الملح کی سرکردگی میں کئی یونٹ شیطیہ کی چھاؤنی میں متعین ہوئے۔

ابن جہاد ایک مدنی افسر کی زیر سرکردگی میں مدینہ میں ایک دستہ بھیجا گیا ہے۔

شرق اردن کی حکومتی حلقوں میں گذشتہ روز بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن مساعد امیر حائل، جو حجاز کے ساتھ جنوب کی عربی فوجوں کے ساتھ شرق اردن پر پہنچ گئے ہیں۔

انگریز اہتمام کر رہے ہیں چنانچہ کل ہوائی فوج کا مستقر شرق اردن سے معورہ منتقل کر دیا گیا ہے۔ عمان کے ہوائی مستقر سے جو کہ عمان میں انگریزی ہوائی مستقر ہے کئی طیارے اسباب لے کر پرواز کرتے ہوئے دکھائی دیئے۔

موثق ترین ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ شیطیہ میں سعودی فوجوں کے ورود کے بعد شرق اردن کی پولیس نے کوئی مقاومت نہیں کی اور معبولیت سے گذر جانے دیا۔

فلسطین کی عبرت انگیز حالت
نامہ نگار اسٹار کا دلدوز بیان

انگریزی اخبار اسٹار کے نامہ نگار قدس نے شہر لد میں گشت لگانے کے بعد وہاں کے حالات کے متعلق حسب ذیل بیان شائع کیا ہے۔

شہر لد اور واج کی ایک بستی معلوم ہوتی ہے، ہر جگہ ویرانی ہی ویرانی نظر آتی ہے۔ تمام راستے خالی پڑے ہیں۔ کوئی چلنے پھرنے والا نظر نہیں آتا۔ ان تمام پختہ عمارتوں کو برطانوی فوجوں نے ڈائنامیٹ سے اڑا دیا ہے جو ٹینک عربی کے زیر اہتمام گذشتہ سال کی ویرانی کے بعد تعمیر ہوئی تھیں۔ مدرسہ کے قریب نانے جو لد سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہیں لد کے عربوں سے بھر دئے گئے ہیں۔ ان قیدیوں کے خلاف الزام یہ ہے کہ وہ جدید انتظامات کے مخالف ہیں۔

ہدیہ مبارکباد

مولانا مرتضیٰ احمد خان صاحب درانی مدیر روزنامہ احسان اور مولانا چراغ حسن حسرت و سندباد جہازی احسان کے مدیر مطائبات کے ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فرزند نرینہ عطا فرمائے ہیں ہم دونوں بھائیوں کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ (مدیر)

«مسجد» کے سالانہ چندہ میں مستقل رعایت
چار روپے کی بجائے تین روپے

جریدہ مسجد کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں ہم ہر امکانی کوشش عمل میں لا رہے ہیں، تحریک تنظیم مساجد کی کامیابی اور اوقاف و زکوٰۃ کی تنظیم کے لئے کچھ بہت پیدا کرنے کے لئے۔ نہایت ضروری ہے کہ تحریک کے اخبار کی اشاعت بہت جلد کم از کم پانچ ہزار تک پہنچ جائے تاکہ مسجد کی آواز ہندوستان کے طول و عرض میں پہنچائی جا سکے اس مقصد کے پیش نظر تجویز کیا گیا ہے کہ اخبار کے سالانہ چندہ میں مستقل رعایت کی جائے، تاکہ خریداروں کی بہت بڑی تعداد فراہم کی جا سکے، چنانچہ ۱۵ دسمبر سے جبکہ مسجد کے جزاء کو پورا ایک سال ہو رہا ہے، سالانہ چندہ چار روپے کی بجائے صرف تین روپیہ سالانہ کر دیا گیا ہے۔ مسجد کے معاونوں اور کرم فرماؤں کو اب اپنے اخبار کی توسیع اشاعت کے لئے پوری توجہ فرمانی چاہئے «مسجد» کا ہر ایک خریدار اگر اپنے اثر سے دو دو خریدار بھی بہم پہنچا دے تو اخبار کو بہت بڑی تقویت پہنچ سکتی ہے جو اصحاب اس کار خیر میں حصہ لیں گے ان کا خصوصیت کے ساتھ شکریہ ادا کیا جائے گا۔

منیجر اخبار «مسجد» لاہور

حکومت برطانیہ اور انقلاب فلسطین

گذشتہ ہفتہ جرمنی کے ایک اخبار نے فلسطین پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں حکومت برطانیہ کی ان [illegible] پر اعتراض کیا ہے جو فلسطین میں [illegible]

[illegible] حکومت برطانیہ کی یہ ایک قریبی [illegible] ایک [illegible] جرمنی نو آبادیات کی واپسی [illegible] جرمنی کو [illegible]

... ناممکن نہیں۔

مستعمرات کے باشندوں سے استفسار ہونا چاہیئے کہ وہ جرمنی حکومت چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہم بھی حکومت برطانیہ سے سوال کر سکتے ہیں کہ وہ کیوں عربوں سے استفسار نہیں کر لیتی کہ وہ برطانوی انتداب پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر ان کا جواب نفی میں ہو تو انہیں فوراً آزاد کر دینا چاہیئے۔

فلسطین کی فوجی عدالت کا پہلا کارنامہ

حیفا۔ ۲۰ نومبر۔ عرب لیڈر شیخ فرحان سعدی کو جنہیں [illegible] رکھنے کے الزام میں [illegible] کی سزا [illegible]

[illegible] ستے کام لینا مروت کے خلاف ہے بالآخر [illegible] کا تیل لیا۔ اور چراغ کو ٹھیک کرکے بیٹھ گیا۔ کہ جب میں اٹھا تھا۔ تب بھی عمر بن عبدالعزیز تھا اور جب بیٹھا تب بھی عمر بن عبدالعزیز ہوں۔

خلفاء بنو امیہ کا دستور تھا کہ جب کسی جنازہ میں شریک ہوتے تھے۔ تو سب سے الگ بیٹھنے کے لئے ایک خاص چادر بچھائی جاتی تھی ایک بار عمر بن عبدالعزیز ایک جنازہ میں شریک ہوئے اور حسب معمول ان کے لئے بھی یہ چادر بچھائی گئی۔ لیکن وہ اس کو پاؤں سے ہٹا کر زمین پر بیٹھ گئے اور کہا۔ کہ یہ کیا ہوا۔؟

سرکاری پہرے داروں کو تعظیم کے اٹھنے کی بالکل ممانعت کر دی تھی۔ ان کے ساتھ برابر بیٹھتے تھے۔

قصر خلافت میں داخل ہوئے تو تمام پردوں کو چاک چاک کرا دیا۔ اور خلفاء کے لئے جو فرش بچھا تھا۔ اس کو فروخت کرا کے اس کی قیمت بیت المال میں داخل کرا دی مداحی کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ ایک بار کسی شخص نے ان کے سامنے تعریف کی۔ تو بولے مجھ کو جو حال اپنے نفس کا معلوم ہے۔ اگر تم کو معلوم ہوتا تو تم میرے چہرہ کی طرف بھی نہ دیکھتے۔

بے مثال دیانت

فقرا اور مساکین کے لئے بیت المال کے مصارف سے جو مہمان خانہ قائم کیا تھا۔ اس سے نہ خود فائدہ اٹھاتے تھے نہ خاندان میں سے کسی شخص کو فائدہ اٹھانے دیتے تھے۔ ایک بار ملازم نے ایک ماہ تک وضو کا پانی مطبخ میں گرم کیا۔ آپ کو معلوم ہوا۔ تو اتنی لکڑی خرید کر باورچی خانہ میں داخل کر دی۔ ایک بار غلام کو گوشت کا ٹکڑا بھوننے کو دیا۔ وہ سرکاری باورچی خانے سے بھون لایا۔ تو بولے تمہیں کھاؤ یہ تمہاری قسمت میں لکھا ہوا تھا۔ میری قسمت میں لکھا ہوا نہ تھا۔ ایک دن گھر آئے تو دیکھا کہ لونڈی پیالہ میں تھوڑا دودھ لئے ہوئے ہے۔ بولے یہ کیا ہے؟ اس نے کہا۔ آپ کی زوجہ حاملہ ہیں ان کی دودھ کی خواہش ہوئی اور حمل کی حالت میں اگر عورت کے دل میں اس قسم کی خواہش پیدا ہو اور پوری نہ کی جائے تو اس سے اسقاط حمل کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں یہ دودھ دار الضیافہ سے لائی ہوں انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور چیختے ہوئے بی بی کے پاس لے گئے اور کہا کہ اگر حمل کو فقرا و مساکین کے کھانے کے سوا کوئی چیز قائم نہیں رکھ سکتی۔ تو خدا اس کو قائم نہ رکھے۔ اب بی بی نے لونڈی سے کہا کہ اسے واپس کر آؤ۔ میں اسے نہ پیوں گی۔

ایک بار سرکاری سیب تقسیم کر رہے تھے کہ ان کا صغیر سن بچہ آیا اور ایک سیب اٹھا کر کھانے لگا۔ انہوں نے سختی کے ساتھ چھین لیا۔ بچہ روتا ہوا۔ ماں کے پاس آیا۔ اس نے بازار سے سیب منگا کر اسے دیا۔

ایک دن آپ گھر تشریف لائے تو سیب کی خوشبو سونگھ کر بولے۔ کہیں سرکاری سیب تو گھر میں نہیں آئے ان کی بیوی نے واقعہ بیان کیا۔ بولے میں نے سیب اپنے بچہ سے چھینا۔ لیکن مجھ کو پسند نہ آیا۔ کہ خدا کے سامنے مسلمانوں کے سیب کے لئے ان کو برباد کر دوں۔

ایک بار ان کی بی بی نے ڈاک کے گھوڑے پر اپنے نوکر کو روانہ کیا اور وہ دو دینار کا شہد خرید کر لایا شہد حضرت عمر بن عبدالعزیز کے سامنے آیا تو بی بی سے قسم لینی چاہی۔ وہ شہد کا پیالہ اٹھا لائیں انہوں نے زائد قیمت پر اس کو فروخت کر ڈالا۔ اور دو دینار بی بی کو دیکر بقیہ قیمت بیت المال میں داخل کر دی اور کہا تم نے مسلمانوں کے جانور کو عمر کے لئے تکلیف دی۔

گھر کی زندگی اور خرچ

آپ کا روزانہ خرچ کل دو درہم تھا جن کا بار کبھی بیت المال پر نہیں ڈالا۔ ذاتی آمدنی جو کچھ تھی وہ بھی خلافت کے بعد کم ہو گئی۔ کیونکہ اموال مغصوبہ کی واپسی کے سلسلے میں انہوں نے سب سے پہلے خود اپنی جائدادیں واپس کر دی جس وقت خلیفہ ہوئے تھے۔ ان کی جائداد کا منافع پچاس ہزار دینار تھا لیکن بعد میں گھٹ کر صرف دو سو دینار رہ گیا۔ ایسی حالت میں اہل عیال نہایت عسرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک بار گھر میں آئے اور بی بی سے کہا ایک درہم ہے۔ میں انگور خریدنا چاہتا ہوں۔ بولیں نہیں۔ فرمایا ایک پیسہ ہوگا انہوں نے غصہ کے لہجہ میں جواب دیا کہ تم امیر المومنین ہو کر ایک درہم بلکہ ایک پیسہ کی بھی قدرت نہیں رکھتے۔ بولے جہنم کی ہتھکڑیوں سے یہ زیادہ آسان ہے۔

ایک بار انہوں نے اپنی لڑکی امینہ کو نہایت پیار سے بلایا۔ لیکن وہ کچھ نہ بولی اب ایک آدمی کو بھیجکر بلایا اور نہ آنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا میرے پاس کپڑا نہ تھا ملازم کو حکم دیا کہ فرش کو پھاڑ کر اس کے لئے قمیص تیار کروا دو۔

لڑکی کی پھوپھی ام البنین نہایت دولتمند تھیں۔ ان کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ تو ایک تھان کپڑا بھجوا دیا اور کہا عمر سے کچھ نہ مانگو۔

جو لوگ محتاج ہوتے تھے حضرت عمر بن عبدالعزیز ہر ممکن طریق سے ان کی امداد کرتے تھے ایک بار ایک بدو آیا۔ اور اپنی حاجت کو پردرد الفاظ میں پیش کیا آپ نے گردن جھکالی۔ اور آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری ہو گئے۔ سر اٹھا کر پوچھا تم سب کتنے آدمی ہو۔ اس نے کہا ایک میں اور نو بیٹیاں۔ انہوں نے سب کے لئے بیت المال سے وظائف مقرر کر دیئے اور سو درہم ذاتی طور پر اپنی جیب سے دیئے۔

رفاہ عام

ملک میں جتنے اپاہج تھے سب کا نام درج رجسٹر کر دیا اور ان کے وظائف مقرر کئے

۲۔ ایک عام لنگر خانہ قائم کیا۔ جس سے فقرا۔ اور مساکین کو برابر کھانا ملتا تھا

۳۔ بیت المال سے قرضداروں کا قرض ادا کیا جاتا۔

۴۔ قیدیوں کا وظیفہ مقرر کیا جاتا۔

۵۔ بچوں کا وظیفہ مقرر کیا جاتا۔

۶۔ شہروں میں سرائیں بنوائیں۔ راستوں میں سرائیں بنوائیں

۷۔ تمام چراگاہوں کو عام کر دیا۔

۸۔ مسافروں کی خدمت گذاری کا حکم دیا

غرضیکہ کہاں تک مثالیں دی جائیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں رعایا حد درجہ فارغ البال اور خوش حال تھی آپ نے تمام لوگوں کو اس قدر مالا مال کر دیا تھا۔ کہ ملک بھر میں کوئی فقیر نہیں ملتا تھا۔ کہ جس کو صدقہ اور خیرات کا مال دیا جائے۔

ضرورت ہے کہ ہمارے امرا اور روسا ان واقعات کو غور سے پڑھیں اور اصلاح حال کی کوشش کریں جہاں تک ہو سکتا ہے۔ عوام کو فائدہ پہنچائیں ان کی ضروریات کو پورا کریں۔ ان کو افلاس اور غربت کے پنجہ سے نجات دلائیں۔ ان کے ساتھ انصاف کریں۔ اور اس قادر مطلق خدا سے ڈریں۔ جس کے سامنے ہم سب کو ایک دن اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۰

بے حد فوقیت حاصل ہے۔ صرف قوام ملت سے عاری ہونے کی نہیں۔ بلکہ اس سے اظہار عداوت کی کھلی ہوئی دلیل ہر اس تحریک کے بانی نے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ اعلاؤں کو ان کے اسلامی طرز و اطوار ان کے جبہ و دستار اور مردانہ قومی لباس سے پاک کرکے انہیں گجراتی ہندوؤں کے قالب میں ڈھال دے جنانچہ ہاتھ جوڑ کے پرنام کرنا۔ ان کا مشہور شعار ہے۔ اس کے سرفروشوں کا دوسرا نام مثلاً خدمت گار ہے۔ ان حدائی خدمتگاروں کا بڑا کام انیشن لڑنے کے لئے اٹک سے اتر کر ہندوستان کے مختلف مقامات میں مسلمانوں کے سواد اعظم پر فوجداری قائم کرنا رہ گیا ہے۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ بانی تحریک کا زاد و بوم وہ مقام ہے کہ جس کے سامنے شمالاً جنوباً آزاد پہاڑوں کا سلسلہ ہے ان پہاڑوں میں تعداد کثیر فاتحان ہند کی نسلیں اقامت گزین ہیں جس کا ایک ایک فرد اب تک اپنے اطوار و شعائر اور جرأت و قوت کے لحاظ سے سچے مسلمانوں کا نمونہ نظر آتا ہے لیکن ماتم کرنا چاہئے۔ بانی تحریک کی سیاست دانی پر کہ اس نے اپنے ہم وطن اپنے ہم قوم اپنے ہم مذہب مسلمانوں کو چھوڑ کر رشتہ کس قوم سے باندھا ہے۔ اس قوم کے جس قوم کی تاریخ اس کے جنم سے لیکر آج تک پرحوصلہ کارناموں سے یکسر خالی ہے۔ اور جس کا دل و دماغ آزادی کامل کے بھوت سے ہر دم لرزتا رہتا ہے۔

جمیعتہ العلماء کی مسئولیت

جمیعتہ العلماء کے مقدس حضرات سے عرض ہے کہ کیا انتم الاعلون کے اطلاق کا دروازہ اب ہمیشہ کیلئے مسلمانوں پر بند ہو چکا ہے۔ اگر بند نہیں ہوا۔ اور یقیناً نہیں ہوا تو مسلمانوں کو ان کے نکتہ جامعیت ان کنتم مومنین کی طرف لانے کا ذمہ دار آپ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے کیا آپ کو یقین ہو چکا۔ کہ مسلمانان ہند ہمیشہ کے لئے ٹھنڈے ہو گئے۔ اور اب ان میں استعداد و قابلیت کا شمہ تک موجود نہیں۔ اگر یہی خیال ہے تو اس کی تکذیب سترہ سال کے واقعات کر سکتے ہیں کیا مختلف مواقع پر مسلمانوں نے پروانہ وار کر نہیں دکھلایا۔ جیلوں کے بھرنے میں کیا وہ برادران وطن پر سبقت نہیں لے گئے۔ کیا ان جیسی غریب قوم کا خلافت کے لئے مدت قلیل میں ایک کروڑ روپیہ جمع کر دینا اس کے زندہ ہونے کا ثبوت نہیں ہے۔ افسوس آپ کا موجودہ طرز عمل بتلا رہا ہے کہ آپ مسلمانوں کو مردہ سمجھ چکے ہیں اور اگر آپ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض قبائل کفار سے موالات کی تھی تو خدارا آپ بتلایئے کہ کیا اس موالات میں مسلمانوں کا پہلو [illegible] سے کہ آپ گاندھی و جواہر لال کے سامنے دبے جاتے ہیں اگر آپ ہندو کی موالات کے بغیر استقلال و حریت کے حصول کو ناممکن سمجھتے ہیں تو پھر آپ کا اپنی قوم کے بغیر تن تنہا کانگرس میں چلے جانا بہتر ہے۔ یا یہ بہتر ہے کہ آپ قوم میں آئیں اور اس کا محاذ قائم کریں اور مسلمانوں کا سواد اعظم لے کر کانگرس میں جائیں۔ کانگرس کے ہاتھ میں اپنے کو اس طرح سے دے دینے پر آپ کے مخالفین جو شبہات قائم کر رہے ہیں میرے خیال میں وہ غلط ہیں۔ میرے نزدیک آپ کے اس ارادہ کے محرک محض وہ ناگوار واقعات ہیں جو کہ سو سال کے اندر مسلمانان ہند کو پیش آئے اور جنگ عظیم کے دوران میں عراق۔ شام و فلسطین کو پیش آئے۔ پس اگر یہی واقعات دخول کانگرس کے محرک ہیں۔ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ نے جو کچھ کیا اسلامی غیرت و عصبیت کی بنا پر کیا تو پھر عصبیت کیسی ہوئی۔ کہ جس کا اظہار انگریز کے مقابلہ میں تو ہو۔ اور ہندو کے مقابلہ میں بالکل نہ ہو۔

ضلع مونگیر میں بیت المال کا قیام

مولانا قطب الاسلام خطیب جامع مسجد موضع مونگیر ضلع مونگیر اطلاع دیتے ہیں کہ اسلامی بیت المال کی تحریک کو یہاں کے مسلمان بہت پسند کرتے ہیں چنانچہ عید کے موقع پر اخبار مسجد کی تجویز کے مطابق چھوٹے سے پیمانہ پر بیت المال قائم کر دیا گیا۔ عہدہ داروں کا باقاعدہ انتخاب عمل میں لایا گیا۔

مردوں کی عظمت و کامرانی میں عورتوں کا حصہ

کشمکشِ حیات میں صنفِ لطیف کی اہمیت

سیاسی رہنماؤں کو شہرت سے کہیں زیادہ صدموں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ لیکن بعض حضرات بڑی جرأت سے سیاسی میدان میں اترتے ہیں۔ لیکن جب انہیں تمام مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اچانک عزائم میں کنارہ کشی کی نوبت آ جاتی ہے۔ ان کی مایوسی کا سبب ناکافی معاوضہ اور عامۃ الناس جنہیں وہ سمجھتے ہیں کی ناشکرگزاری ہوتی ہے واقعہ یہ ہے کہ ایک سیاسی رہنما کا عروج نہایت دیرپا اور وقت طلب ہوتا ہے اس میں کیا شک ہے کہ وزراء ایک ہی دن میں نہیں بن جایا کرتے۔

کشمکشِ حیات میں مرد کی بے بسی

تقریباً آسمانِ سیاست کے تمام تابناک ستارے جو آج دنیا میں ضوفگن ہیں اپنی اس کامرانی و نصرت کے ابتدائی مراحل ہی یاس و حسرت کے گرداب سے بچ کر نکل سکتے تھے انہیں اپنے حصہ سے زیادہ آہنی عزم اور دل جلا اور انہیں سے کثیر التعداد بیویاں نصیب نہ ہوتی جو مصائب کی گھنگھور گھٹاؤں میں ان کی ہمت اور مہر و محبت سے ان کی ڈھارس نہ بندھاتیں۔

مسٹر میکڈانلڈ اور ان کی بیوی

بہت سے قومی رہنما بصراحت اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کی کامیابی ان کی بیویوں کی رہین منت ہے دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کا وزیر اعظم مسٹر ریمزے میکڈانلڈ شہرت اور عظمت کا مالک نظر نہ آتا اگر وہ مجرد رہتا خود مسٹر میکڈانلڈ نے کئی بار اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے وہ اپنی سیاسی زندگی کے ابتدائی مراحل میں ناکامیوں اور مشکلات سے ضرور بے دل ہو جاتے اور باوجود اپنے آہنی عزم کے ہمت ہار دیتے لیکن مسٹر میکڈانلڈ کی بیوی ان ہونی بات کے داعی سمجھے جاتے تھے۔ قسمت تیز تھی چنانچہ ان کی شادی ہو گئی۔ ان کی بیوی مارگریٹ کی ہمت افزا اعانت اور پرخلوص جذبہ ہمدردی نہ ہوتا تو مسٹر میکڈانلڈ میدانِ سیاست کی روح فرسا رزم آرائیوں سے کنارہ کش ہو کر اپنے آبائی وطن میں نہایت سکون و راحت لیکن گمنامی میں دن گزارتے۔

مارگریٹ حربِ عظمیٰ سے قبل ہی اس دنیا سے سدھار گئی جنگ بر ان کے خاوند کو اپنی زندگی کے فیصلہ کن حادثہ سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن ان کی خدمت کی [illegible] وہ ابد تک قائم رہیں گی ایک نوکنس فیلڈ میں ان کا مجسمہ اور ان کی دوسری یادگاریں قائم کئے گئے اور دلوں میں ثبت ہے اور وہ یہ کہ ایک معمولی آدمی ان سے طفیل برسرِ عروج ہو کر قوم کی قیادت سے سرفراز ہوتا ہے۔

لارڈ سنوڈن کی عظمت کا راز

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی طرح لارڈ سنوڈن [illegible] بھی حزب العمال کے رکن تھے اور ان ہی کی طرح خداوند کریم کو بھی عمر بھر اپنی بیوی سے اعانت ملتی رہی اور یہ صرف اخلاقی نہیں بلکہ اس میں ان کے تفکرات ہونے کی وجہ سے عملی مدد بھی تھی۔

لارڈ سنوڈن کی جسمانی کمزوری اعضاء کی درماندگی اور ان کا دائم المریض ہونا یہ چیزیں ان کی عظمت کے لئے طلب دوام کو فنا کرنے کے لئے کافی تھیں۔ لیکن انہوں نے ہمت نہ ہاری اور جو مقاصد اور اغراض ان کی رائے میں حق بجانب تھے ان کی تحصیل کے لئے پوری مستعدی اور جفاکشی سے سرگرم عمل رہے۔

مخلص مشیر اور خدمتگذار

حکومتوں کے میزانیے کبھی عام داد تحسین حاصل نہیں کرتے اور لارڈ سنوڈن کے دو میزانیے جو انہوں نے پیش کئے اس سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ اکثر لوگ ان کے محاصل اور اخراجات کے نظم و ترتیب کے مخالف تھے لیکن ہر ایک متفقہ طور پر اس معاملہ میں رطب اللسان نظر آتا تھا کہ کس طرح ایک نحیف و نزار آدمی گھنٹوں پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر میزانیہ پر تقریر کر سکتا ہے۔ ان کے عزیز ترین دوست بھی یہ توقع نہ رکھتے تھے کہ وہ اتنی سخت کھڑی کی تاب لا سکیں گے۔ لیکن عمر بھر لارڈ سنوڈن کے لئے ان کی بیوی مشیر بھی تھی اور خدمت گذار بھی۔ کبھی تو وہ ان کی حوصلہ افزائی کرتیں اور کبھی ان کو تنبیہ کبھی ہمدردی اور غمگساری اور تعریف کرتیں۔

مسز ایتھل سنوڈن برطانیہ کے وزیر مالیہ کی صرف پشت پناہی نہیں کرتی تھیں بلکہ وہ ان کے پہلو بہ پہلو بھی کھڑی ہوتی تھیں۔

لائڈ جارج کا انتخاب

مسٹر لائڈ جارج نے جن کے سر پر جنگ عظیم کی فتح کا سہرا ہے ۱۸۸۸ء میں ایک دیہاتی کی صاحبزادی سے شادی کی اور انہوں نے کبھی اس انتخاب پر افسوس کا اظہار نہ کیا۔ ایک دفعہ مسٹر لائڈ جارج نے اپنی بیوی کو ایک صغیر الجسم مگر بہادر عورت کا خطاب دیا۔ اور اس میں وہ حق بجانب بھی تھے۔ جب مارگریٹ نے مسٹر لائڈ جارج کے ساتھ شادی کرنا منظور کر لیا تھا تو اس کا یہ انتخاب کوئی خاص منفعت بخش نہ تھا کیونکہ شادی سے کچھ عرصہ پہلے مسٹر لائڈ جارج اتنے قلاش تھے کہ وکیلوں کی عدالتوں کا سرکاری لباس خریدنے کی بھی استطاعت نہ تھی تاکہ ایک وکیل کی حیثیت میں مقدموں میں پیش ہو سکتے۔

مسز مارگریٹ کو اپنے اخلاص و وفاداری کا اجر بھی مل گیا چنانچہ ان کے شوہر مسٹر لائڈ جارج کو دنیائے سیاست کی اعلیٰ ترین عزت و اعزاز نصیب ہوا۔

امریکہ کی خاتون اول

امریکی جمہوریت سے موجودہ صدر کی حکمت عملی پر ہر قسم کی نکتہ چینی کے باوجود ان کے لئے ایک امر باعث اطمینان ہے کہ ان کی بیوی آج امریکہ میں خاتون اول کے معزز لقب سے یاد کی جاتی ہے۔ واشنگٹن کے نقاد بعض میں ایک میزبان کی حیثیت میں جو بھی ان سے ملا۔ وہ ان کا گرویدہ ہو گیا۔ اہل امریکہ کے نزدیک اگر مسٹر روزویلٹ ایلنا جیسی عورت کو حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ تو اس میں زیادہ خامیوں کا امکان نہیں ہو سکتا۔

ٹراٹسکی کی آخری ڈھارس

لینن کا دستِ راست اور اشتراکیت کا نامدار رہنما ٹراٹسکی آج یورپ میں دربدر پھر رہا ہے کوئی ملک بھی اسے قبول نہیں کرتا اکثریت تو صاف صاف اسے اپنے ہاں پناہ دینے سے انکار کرتی ہے ٹراٹسکی کی موجودہ حالت زار کو اکثر اہل قلم نے یہودی بے خانماں سے تشبیہ دی ہے۔ لیکن یہ تشبیہ کسی طرح بھی ٹراٹسکی پر صادق نہیں آسکتی۔ کیونکہ روس سے نکلنے ہونے کے بعد ٹراٹسکی برابر اپنی بیوی کی پرخلوص عنایت سے فیضیاب ہے۔ اسی عورت نے انقلاب روس کے بعد ٹراٹسکی کو اپنی عظمت کی عمارت کھڑی کرنے میں مردانہ وار مدد دی۔ اور پھر جلاوطنی میں اس کا ساتھ دیا۔ اور گذشتہ جاہ جلال پر شکایت یا افسوس کا کلمہ اس کی زبان سے نہ نکلا۔ یہ اعلیٰ نمونہ ہے اس عورت کا جو اقبال ہو یا ادبار ہر حال خاوند کی ہو کر رہتی ہے۔

مسولینی اور عورت کا نصب العین

عام طور پر ایک ڈکٹیٹر سے جو انانیت کا مجسمہ ہوتا ہے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ اس کامیابی میں کسی عورت کا بھی کوئی حصہ ہو سکتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اطالیہ کا مختار کل مسولینی آج روزنامہ کا ایڈیٹر ہوتا اگر اس کی ماں نے اس میں خاص روح نہ پھونکی ہوتی۔ نیز ان کی رفیقہ حیات کا اثر بھی مسولینی کی زندگی میں برابر منعکس رہا ہے وہ اس کے نزدیک اطالیہ کی نصب العین عورت کا مجموعہ کمال ہے۔ نیز اس کا بچوں کو پرورش کرنے کا طریقہ بھی قابل تعریف ہے۔ اور مسولینی کو فخر ہے کہ اس کا ایک لڑکا ابھی سے ایک جریدہ کا مدیر ہے۔

ہٹلر پر ایک خاتون کا اثر

جرمنی کے نوجوان قائد ہٹلر کو بھی جو ابھی تک مجرد ہے مستورات کی خیر خواہی اور راحت بخش تاثر کے سوا بن نہ پڑا۔ چنانچہ برلن کے باخبر حلقوں میں ہٹلر کا نام ایک انگریزی النسل بیوہ عورت کے ساتھ خاص طور پر لیا جاتا ہے ہٹلر جب شاہراہِ عظمت کی منزلیں طے کرنے میں شب و روز سرگرم تھا اس کے پس پردہ عشق کی اثر آفرینی کام کر رہی تھی اور اکثر لوگوں کو کلی یقین ہے کہ ایک دن وہ بیوہ عورت جرمنی کے ڈکٹیٹر سے عقد مناکحت میں وابستہ ہو جائے گی۔

گذشتہ چند سالوں سے ہٹلر بیوہ کے ہاں آیا جایا کرتا تھا۔ سرکاری طور پر اس کی تردید کر دی گئی ہے کہ اس آمد و رفت کو کسی داستانِ عشق و معاشقہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ خاتون موصوفہ کا پہلا خاوند ہٹلر کے لئے موسیقی کے راگ تیار کرتا تھا اور اب ہٹلر ہمدردی کے طور پر اس کی بیوہ عورت کی مدد کرنی چاہتا ہے۔ لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نازی تحریک کی ترقی سے اس عورت کو غیر معمولی دلچسپی ہے بہرحال کچھ بھی ہو۔ جرمنوں کی بیشتر تعداد اس امر پر یقین رکھتی ہے کہ صرف یہی ایک عورت ہے جس کے ساتھ ہٹلر کو محبت ہے۔ اور توقع کی جاتی ہے کہ آج یا کل ایک دن ضرور یہ خصوصی تعلقات شادی کی صورت اختیار کریں گے۔

"جنسِ ناقص" یا "جنسِ کامل"

جو لوگ آج دنیا کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی عورت کو "جنسِ ناقص" نہیں سمجھتا اور تقریباً سب کے سب اس حقیقت کے اعتراف کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ان کی کامرانی و نصرت صرف عورت کے اخلاص اور عنایت کی رہین منت ہے۔

آہ! نواب حمید اللہ [illegible]!

[illegible]

نماز — اور خطبہ جمعہ کی زبان

(اس مضمون کی یہ آخری قسط ہے ناظرین اسے پوری توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ مدیر)

۳

ہمارے نزدیک اس استدلال میں متعدد اصولی غلطیاں ہیں جو لوگ یہ استدلال پیش کرتے ہیں ان کی اولین غلطی یہ ہے کہ وہ شرعی عمل اور عادی و طبعی عمل میں تمیز نہیں کرتے۔ جس کی طرف ہم نے اپنے ہر تقریر مقدمہ میں اشارہ کیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی تھی۔ آپ کے مخاطب بھی عرب یا ایسے عجمی تھے جو عربی جانتے تھے۔ اگر آپ اپنے مخاطبوں کے سامنے عربی نہ بولتے تو کس زبان میں بولتے۔ پس عربی کا اہل عرب کے سامنے عربی میں تقریر کرنا ایک طبعی فعل ہے۔ اس کو سنت شرعی بنانا کسی طرح درست نہیں۔ اگر آپ سے یہ فرمایا ہوتا کہ خطبہ عربی زبان میں دیا کرو۔ اور کوئی زبان اس غرض کے لئے نہ استعمال کرو۔ تو بلاشبہ یہ ارشاد سنت شرعی ہوتا۔ لیکن جب آپ نے یہ نہیں فرمایا تو خطبہ عربی کو محض اس بنا پر سنت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کہ حضور نے ہمیشہ عربی میں خطبہ دیا ہے اس طرح کے طبعی اور عادی افعال کو شرعی اصطلاح میں سنت قرار دینے کے تو یہ معنی ہوں گے کہ عربی زبان میں گفتگو کرنے کو بھی مسنون ٹھرایا جائے۔ کیونکہ حضور نے تمام عمر اسی زبان میں کلام فرمایا ہے اور غیر عربی میں گفتگو کرنا آپ سے ثابت نہیں ہے اس کے جواب میں اگر کوئی یہ کہے کہ آپ کا عربی زبان میں نماز پڑھنا بھی تو ایک طبعی فعل تھا پھر تم اس کو کس بنا پر شرعی فعل قرار دیتے ہو۔ تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ نماز کے عربیت کا وجوب محض اس بنا پر نہیں ہے کہ حضور نے ہمیشہ عربی میں نماز پڑھی ہے بلکہ اس طبعی عمل کے ساتھ چونکہ متعدد مصالح شرعیہ بھی موجود ہیں۔ جن کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس لئے عربی زبان میں نماز ادا کرنا واجب قرار پایا ہے بخلاف اس کے عربی نہ جاننے والے لوگوں کے سامنے عربی میں خطبہ دینا کسی مصلحت شرعی کا حامل نہیں بلکہ اس سے شریعت کے مقاصد الٹے فوت ہو جاتے ہیں۔ لہذا اس کو محض اس بنا پر لازم قرار نہیں دیا جا سکتا کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی جاننے والے لوگوں کے سامنے ہمیشہ عربی میں خطبہ دیا ہے۔

استدلال مذکور کی دوسری غلطی یہ ہے کہ اس میں زمانی حالات سے قطع نظر کر لیا گیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جو عجمی الاصل لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوتے تھے۔ وہ زیادہ تر وہی تھے جو عربی زبان سے واقف تھے۔ اور اگر بالفرض ان میں کوئی اکا دکا شخص ایسا ہوتا بھی جو عربی سے نا واقف ہوتا تو ظاہر ہے کہ عربی بولنے والوں کی کثیر التعداد گروہ کو چھوڑ کر اس ایک شخص یا دو چار شخصوں کی خاطر خطبہ کی زبان نہیں بدلی جا سکتی تھی پھر حضور کی وفات کے بعد جب صحابہ کرام فتح یاب ہو کر عرب سے نکلے اور غیر ممالک میں پہنچے تو ان کی حیثیت فاتح اور حاکم قوم کی تھی۔ ان کے پاس سیاسی طاقت تھی۔ وہ غالب تھے مغلوب نہ تھے وہ دوسروں کو اپنا ہم زبان بنانے پر قادر تھے۔ بلکہ دوسرے خود ان سے قریب ہونے کے محتاج تھے ان کے اندر اتنا بل ہوتا تھا کہ اپنی زبان کو دوسرے ملکوں میں پھیلا دیں اور درحقیقت انہوں نے بہت ہی قلیل عرصہ میں کراسپین تک اسے پھیلا کر ہی چھوڑا۔ حتیٰ کہ ان کے فتح کردہ اکثر و بیشتر ممالک کی اصلی زبانیں عربی کے مقابلہ میں قریب قریب فنا ہو گئیں پھر ان کو کیا ضرورت تھی کہ اپنی زبان کو چھوڑ کر مفتوح قوموں کی زبانوں میں خطبے دیتے لیکن آج وہ حالت نہیں ہے۔ مدت ہوئی کہ عربیت کا غلبہ ختم ہو چکا ہے دنیائے اسلام کے بیشتر ممالک میں اب صدیوں سے عربی زبان کا چرچا نہیں ہے اور سیاسی و علمی ضعف کی وجہ سے روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے عربیت کے پاس اب وہ طاقت ہی نہیں ہے جس سے وہ پھیلے اور زبانوں پر چھا جائے۔ اس کمزوری کی حالت میں اس طرز عمل پر اصرار کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے جو صحابہ کرام اور ان کے قریب العہد لوگوں نے غلبہ و طاقت کے عہد میں اختیار کیا تھا۔

تیسری غلطی یہ ہے کہ سلف صالح نے جو رائے حالات کے اثر سے قائم کی تھی اس کو شرعی معنوں میں اجماع کی حیثیت دی جا رہی ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں۔ صدر اول کے تمام اکابر فاتح قوم کے لوگ تھے۔ اگرچہ اسلام نے ان کو وطنی اور نسلی اور لسانی عصبیتوں سے پاک ضرور کر دیا تھا مگر یہ کیونکر ممکن تھا کہ ان کے اندر وہ کیفیات پیدا نہ ہوتیں جو طبعاً فاتح قوم میں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا مفتوح قوموں کی زبانوں سے نفرت کرنا۔ اور اپنے کو ان کی بولیوں سے بچانا۔ اور ان کے اندر اپنی زبان پھیلانے کی کوشش کرنا۔ ایک طبعی امر تھا اور غلبہ و طاقت کی فطرت ہی اس کی مقتضی تھی کہ یہ بات ان میں پیدا ہو۔ اس پر مزید یہ کہ ان کی زبان قرآن اور سنت کی زبان تھی اسلام کا سارا سرمایہ اسی زبان میں تھا۔ اسلام کی اصلی سپرٹ کا تحفظ خاص عربیت کے تحفظ ہی پر موقوف تھا۔ اس چیز نے ان کے اندر زبان کی حد تک عربیت کا تعصب اور بھی زیادہ پیدا کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر سلف کسی حال میں بھی عجمی زبان بولنے کو پسند نہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ عجمی الفاظ کا استعمال بھی ان کو گوارا نہ تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے لا تعلموا رطانة الاعاجم عجمیوں کی بولی نہ سیکھو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک مرتبہ نوروز کا ہدیہ پیش کیا گیا آپ نے دریافت فرمایا کیا ہے عرض کیا گیا آج نوروز ہے۔ آپ نوروز کا لفظ سن کر چیں بجبیں ہو گئے محمد بن سعد بن ابی وقاص نے ایک جماعت کو فارسی بولتے سنا تو کہنے

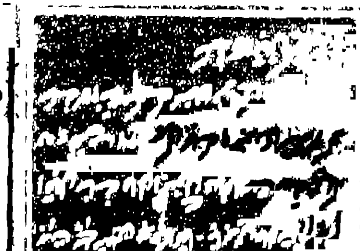
امام احمد سے پوچھا گیا کہ عجمی زبان میں دعا کرنا کیسا۔ فرمانے لگے لسان سوء بری زبان ہے“ امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ عجمی زبان میں دعا مانگو، نہ قسم کھاؤ۔ امام شافعی عربی زبان کے سوا ہر دوسری زبان میں بات چیت کرنے تک کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ یہی حال اس زمانے کے اکثر فقہاء کا تھا۔ وہ عجمی زبان کے استعمال کو عموماً اور دعا و ذکر میں اس کے استعمال کو خصوصاً برا سمجھتے تھے۔ ان بزرگوں کے طرز عمل پر اگر آپ غور کریں گے۔ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دراصل یہ کسی شرعی بنیاد پر نہ تھا۔ بلکہ ایک بڑی حد تک اس طرز عمل کی بنا فطری اسباب پر تھی اور حالات کی طاقت نے ان کو ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا۔ ورنہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ اسلام کو وطنی اور لسانی عصبیت سے کوئی علاقہ نہیں ہے وہ کسی خاص قوم کا مذہب نہیں ہے نہ وہ اس لئے آیا ہے کہ کسی خاص زبان کی حمایت کرے اور ایک ہی زبان بولنے والوں کا دین بن کر رہ جائے

بزرگان سلف نے عجمی زبانوں کی کراہت اور ان سے اجتناب اور دینی و دنیوی اغراض کے لئے ان کے استعمال کی ممانعت پر جو زور دیا تھا۔ اس کا ایک سبب اور بھی تھا۔ صدر اول کی تاریخ پر آپ نظر ڈالیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ اس زمانہ میں عرب کے سوا دوسری قومیں عموماً غیر مسلم تھیں اور اسلام زیادہ تر عربی قوم ہی میں تھا۔ اس صورت حال نے عربیت کو اسلام کا اور عجمیت کو کفر کا ہم معنی بنا دیا تھا عجمی قوموں کے جو افراد اسلام لاتے تھے ان کا رشتہ ملت کفر سے توڑنے کے لئے اور ملت اسلام میں ان کو جذب کرنے کے لئے ناگزیر تھا۔ کہ ان کو عربیت کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی جاتی۔ اور ان کی معاشرت لباس آداب و اطوار۔ بول چال ہر چیز کو بدل ڈالا جاتا۔ کیونکہ باطنی تغیر کی تکمیل خارجی تغیر کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ان کو اگر محض مسلمان بنا کر چھوڑ دیا جاتا۔ اور تمدنی، لسانی، ادبی حیثیت سے وہ بدستور کافر اقوام کا جزو بنے رہتے۔ تو کفر کے سمندر میں اسلام کے چھوٹے چھوٹے جزیرے پیدا ہونے کے ساتھ ہی فنا بھی ہونے لگتے۔ یہ حالت ایک طویل مدت تک رہی۔ اس کے بعد جب دوسرے ممالک کی بڑی بڑی قومیں مسلمان ہو گئیں اور عربیت اور اسلام کا وہ ترادف جو ابتدائی صدیوں میں تھا۔ باقی نہ رہا۔ اب ترکی، فارسی، اردو اور دوسری مسلمان قوموں کی زبانیں کفار کی زبانیں نہیں بلکہ مسلمانوں کی زبانیں ہیں۔ اب عربی لباس اور عربی طرز معاشرت بھی لازمی طور پر شعار اسلام نہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا جو عام لباس ہے وہ بھی اسی طرح شعار اسلام ہے جس طرح کہ عربی لباس ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دوسرے اسلامی ممالک میں جس لباس اور جس طرز معاشرت سے مسلمان غیر مسلموں کے مقابلہ میں ممیز ہوتے ہیں وہ یقیناً اسلامی شعار ہی ہے۔ پس اب حالات کے بدل جانے کے باوجود فقہائے اسلام کا عربیت پر اسطرح زور دینا درست نہیں جس طرح صدر اول کے فقہاء بالکل مختلف حالات میں زور دیتے تھے ہمارے نزدیک متاخرین کی یہ ایک اصولی غلطی ہے۔ کہ وہ متقدمین کے زمانے اور ان کے حالات کو نہیں دیکھتے اور آنکھیں بند کر کے ان کے اقوال سے استناد کرنے لگتے ہیں۔

ایک اور دلیل

خطبہ عربیہ کے لزوم پر ایک دلیل یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ خدا کا کلام اور رسول کے تمام احکام زبان عربی میں ہیں اور ہر مسلمان پر عربی سے واقف ہونا لازم ہے۔ اگر لوگ عربی کی تحصیل میں غفلت کرتے ہیں اور عربی نہیں سمجھتے تو یہ ان کا قصور ہے۔ ان کی خاطر خطبہ کی زبان بدلنا کیا ضرور!

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے عربی زبان واقف ہونا نہایت ضروری ہے اس کے بغیر انہیں اپنے دین کی سمجھ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور ان میں گمراہیوں کے پھیلنے کا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ علم دین کے اصل ماخذ تک ان کی رسائی نہیں ہونے پاتی اس ضرورت کا اظہار کیا ہے اور ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم میں عربی زبان کو لازمی طور پر شامل ہونا چاہئے۔ لیکن ”ہے“ اور ”چاہئے“ میں بہت فرق ہے۔ جو کچھ ہونا چاہئے اس کے لئے ضرور



ممالک خارجہ

ایام جنگ کیلئے برطانیہ کی خفیہ تیاریاں

لندن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ قومی ہنگامی ضرورت کے وقت اشیائے خورد و نوش کی بہم رسانی کا انتظام کرنے کے لئے برطانوی کابینہ نے خفیہ تجاویز مرتب کی ہیں ان تجاویز کے ماتحت برطانیہ کو ۱۵ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر حصہ میں ایک ڈویژنل افسر مقرر کیا جائے گا جو مقامی حکام کی وساطت سے مجوزہ سکیم کو عملی جامہ پہنائے گا یہ افسر عنقریب مقامی حکام کے اجلاس طلب کریں گے۔ ان تجاویز کا کامل نفاذ اس وقت عمل میں لایا جائے گا جب حکومت کی طرف سے قومی ہنگامی ضرورت کا اعلان کر دیا جائے گا۔ سکیم کو چلانے کے لئے ہر شہر اور قصبہ میں فوڈ کنٹرول کمیٹیاں قائم کی جائیں گی۔

معلوم ہوا ہے کہ پانچ کروڑ ایسے راشن کارڈ طبع کئے گئے ہیں جو لڑائی کے دنوں میں جاری کئے جائیں گے یہ کارڈ ملک کے مختلف حصوں میں محفوظ رکھے جائیں گے۔ اور ضرورت کے وقت ملک کے ہر مرد اور عورت و بچے کے نام جاری کئے جائیں گے بورڈ آف ٹریڈ کے صدر مسٹر اولیور سٹینلے ہنگامی تجاویز کے افسر اعلیٰ ہوں گے

ہٹلر اور مسولینی کا عزم

پیرس ۵ دسمبر حکومت فرانس کے ایک سابق وزیر ایم گرانٹ نے کل بمقام تلے ریڈیکل سوشلسٹ پارٹی کی کانفرنس میں ایک ہنگامہ خیز تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ ہر ہٹلر اور سائنور مسولینی کے عزائم بہت خوفناک ہیں وہ یورپ اور دنیا کے مستقبل کے لئے ایک قطعی فیصلہ کر چکے ہیں۔ ابھی سے [illegible] قدم اٹھا رہے ہیں۔

ان کی یہ بھی خواہش ہے کہ بحیرہ روم پر قابض ہو کر برطانیہ اور فرانس کا [illegible] اب صرف چند [illegible] کا معاملہ ہے۔ پھر اگر مسٹر چیمبرلین (وزیر اعظم برطانیہ) بھی جبل الطارق کے راستے سے ہندوستان جانا چاہیں تو ایسا نہ کر سکیں گے

سابق شہنشاہ حبشہ کی خودداری

نجاشی شہنشاہ [illegible] ایبے سینیا کی [illegible] تا کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ ابھی [illegible] کی طرف سے شاہ نجاشی کو پیغام [illegible] اگر وہ چاہیں تو اپنے ملک میں واپس جا کر بادشاہ بن سکتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ انہیں اطالوی گورنمنٹ کے ماتحت ہو کر رہنا ہوگا۔ یعنی اگر اٹلی ایبے سینیا سے اقتصادی اور سامان جنگ کا فائدہ اٹھانا چاہے۔ تو اسے اجازت ہوگی لیکن شاہ نجاشی نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا۔

دنیا کا سب سے بڑا طیارہ

نیویارک (ڈاک کے ذریعہ) ایک اطلاع مظہر ہے کہ حال ہی میں واشنگٹن میں دنیا کا سب سے بڑا طیارہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جو عنقریب حکومت روس کو بھیج دیا جائے گا۔ اس میں ۱۵ مسافروں کی گنجائش ہے اس کی معمولی رفتار ۱۵۰ میل فی گھنٹہ ہوگی اور نیویارک سے لندن تک ۱۴ گھنٹہ میں مسلسل پرواز کر سکے گا۔

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حکومت روس نے ایسا طیارہ کس مقصد کے لئے تعمیر کرایا ہے۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ شاید اسے قطبی راستہ کی سروس میں استعمال کیا جائے گا۔

ڈاک کا طیارہ پاش پاش ہو گیا

امپیریل ایئر ویز کا سگنس نامی طیارہ جو ۲۷ دسمبر کو کراچی سے ڈاک لے کر عازم انگلستان ہوا تھا۔ برنڈزی کے قریب پاش پاش ہو گیا۔

ابھی تک اس حادثہ کی خبر نہیں پہنچی۔ مگر اتنا معلوم ہوا ہے کہ طیارہ اس وقت پاش پاش ہوا۔ جب کہ وہ مستقر فضائی میں اتر رہا تھا سگنس میں ۱۲ مسافر سفر کر رہے تھے۔ جن میں اکثریت انگریزوں کی تھی۔ مسافروں اور ڈاک کے بچنے یا ضائع ہونے کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا۔

امریکہ کے بیکاروں کیلئے ۱½ ارب روپیہ

نیویارک ۸ دسمبر۔ ریاست ہائے متحدہ میں بھی موسم سرما شروع ہو گیا۔ ۱۹۲۹ء کی کساد بازاری کے بعد یہ آٹھواں موسم ہے۔ اسوقت ریاست ہائے متحدہ میں ۱۰ لاکھ مرد و زن بے کار ہیں ان میں زیادہ تر [illegible] لا چار ہیں حکومت امداد فیڈرل مسائل کے سوائے ان کے لئے کوئی اور امداد حاصل نہیں ہے چونکہ گذارہ کے اخراجات میں نمایاں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے ان کی مشکلات بھی بہت بڑھ گئی ہیں اس کے ساتھ ہی حکومت کے بار میں بھی اضافہ ہو گیا ہے فیڈرل گورنمنٹ ان لوگوں کی امداد کے لئے ۱½ ارب ۲۰ کروڑ ۳۰ لاکھ روپیہ صرف کرنے کا ارادہ کر رہی ہے۔

مجوزہ اسکیم کے بعد حالات کے بہتر ہونے کی توقع ہے

چین کے دار الخلافہ کی تباہی

نانکن ۷ دسمبر جاپانیوں کی آمد کے خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے چینیوں نے نانکن کو تباہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ حربی ذخائر پٹرول۔ اسلحہ وغیرہ کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ تمام طیارے روانہ ہو گئے ہیں۔ سوائے ان کے جو ناقابل استعمال کر دیئے گئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ حکومت کی شاندار عمارات جو معماری کا ایک بہترین نمونہ ہیں روانہ ہونے سے پیشتر نذر آتش کر دی جائیں گی چینی افواج نے شہر کے تین اہم مقامات پر آگ لگا دی۔ تاکہ نانکن کی طرف بڑھنے والے جاپانیوں کو ٹھہرنے کے لئے جگہ نہ مل سکے نانکن کے گرد و نواح کے دیہات کو بھی نذر آتش کر دیا ہے۔

ہسپانوی سواحل کی ناکہ بندی

لندن ۶ دسمبر۔ جنرل فرانکو کی طرف سے نوٹ ملنے پر برطانوی سفیر مقیم ہنڈائی کو ہدایات کی گئی ہے۔ کہ وہ جنرل فرانکو کو مطلع کر دے کہ برطانیہ جنرل فرانکو کے اس حق کو تسلیم نہیں کرتا۔ کہ وہ ہسپانوی ساحل کی ناکہ بندی کر سکے۔

جہاں تک سرنگیں بچھا کر ناکہ بندی کرنے کی تجویز کا تعلق ہے اس کے جواب میں ہیگ کنونشن کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جس میں ایسا کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

نانکن پر نوے طیاروں کی بمباری

ٹوکیو ۱۰ دسمبر جنگ چین و جاپان کے آغاز سے لے کر آج تک اتنا تباہ کن فضائی حملہ نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ آج جاپانی طیاروں نے نانکن پر کیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ طلوع آفتاب کے ساتھ ہی ۹۰ جہاز جاپانی طیارے نانکن کی فضا میں نمودار ہوئے اور انہوں نے بمباری شروع کر دی یہ جہاز نانکن پر متواتر چار گھنٹے تک ۵۰۰ پونڈ کے بم برساتے رہے۔ تمام شہر تودہ خاک بن گیا مارشل چنگ کیائی شیک اور لیڈی چنگ کیائی شیک جہاز پر سوار ہو کر نامعلوم مقام کی طرف روانہ ہو گئے دفتر خارجیہ اور فوجی ہیڈ کوارٹر بھی بہت جلد کسی اور مقام پر منتقل کر دیا جائے گا۔

خیال کیا جاتا ہے کہ جاپان دو روز کے اندر اندر نانکن پر قابض ہو جائے گا۔ بمباری کی وجہ سے ایک ہزار کے قریب ہلاک اور دو ہزار آدمی مجروح ہو گئے۔

بعد کی [illegible]

فرانسیسی [illegible]

پیرس ۹ دسمبر فرانسیسی [illegible] سے فوجی بجٹ کی منظوری [illegible] ہوا ہے کہ فرانس کی [illegible] کے مسئلہ پر متحد [illegible] سرحدوں پر قلعہ بندی کا سلسلہ [illegible] جاری ہے۔

پارلیمنٹ میں وزیر نو آبادیات کا بیان

لندن ۹ دسمبر ایوان عام میں فلسطین کے متعلق وزیر نو آبادیات نے ایک بیان دیا جس کے دوران میں کہا۔ کہ گذشتہ دو ہفتوں میں متعدد وارداتیں ہوئیں جن میں نقصان جان بھی ہوا فوجی عدالتیں بعض مقدمات کی سماعت کر رہی ہیں۔ اور ایک مقدمہ میں سزائے موت کے حکم کی تعمیل بھی کر دی گئی۔ وزیر مذکور نے مزید کہا کہ میں مطمئن ہوں کہ فلسطین میں دہشت انگیزی کے انسداد کے لئے تمام موثر تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ ایک ضمنی سوال کے جواب میں کہ دوسرا کمیشن کب تک بھیجا جائے گا۔ وزیر نو آبادیات نے کہا فی الحال نہیں۔

زہریلی گیس بھیجنے کا الزام!

لندن ۸ دسمبر آج ایوان عام میں بورڈ آف ٹریڈ کے پارلیمنٹری سکرٹری سے سوال کیا گیا کہ کیا اسے معلوم ہے کہ پارلیمنٹ کے ممبروں میں ایک جاپانی خبر رساں ایجنسی کی ایک خبر تقسیم کی گئی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ انگلستان پر ۱۲ [illegible] زہریلی گیس چین کو بھیجنے کا الزام لگایا گیا ہے۔ سکرٹری نے اس سوال کے جواب میں کہا کہ جب سے چین اور جاپان کے درمیان جنگ شروع ہوئی ہے برطانیہ سے [illegible] کسی ملک کو نہیں بھیجی گئی۔ [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] لئے بھیجی گئی ہے

فلسطین [illegible]

لندن [illegible]

اخبار علمیہ

یورپ میں مسلمانوں کی تعداد

ذیل کے اعداد و شمار ڈاکٹر ذکی علی کے ایک مضمون سے ماخوذ ہیں جو انگریزی رسالہ اسلام لاہور کی قریبی اشاعت میں نکلا ہے۔

مشرقی اور جنوبی مشرقی یورپ

البانیہ میں (۷۰) فیصدی سے زیادہ مسلمان ہیں جن کی مجموعی تعداد (۷۵۰۰۰۰) ہے۔

یوگوسلاویہ	تقریباً	۱۵۰۰۰۰۰
بلغاریہ	"	۶۸۹۲۹۶

رومانیہ میں ۱۹۳۰ء میں مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ ۲۳۰۰۰ تھا۔

یونان ۱۹۲۸ء میں انکی تعداد تخمیناً (۸۰۰۰) تھی

پولینڈ اور لتھوانیا	تقریباً	۲۰۰۰
فن لینڈ	"	۳۰۰۰
ہنگری	"	۳۰۰۰

مغربی یورپ

فرانس	تقریباً	۳۰۰۰۰۰
برطانیہ عظمیٰ	"	۳۰۰۰۰
بلجیم ۱۹۳۰ء کی مردم شماری کے مطابق		۵۰۰۰
ہالینڈ اور جرمنی		۶۰۰۰
اٹلی		۱۵۰۰
اسپین	تقریباً	۵۰۰۰
سائپرس ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق		۶۴۲۳۸
روڈس	تقریباً	۵۰۰۰

طبی امداد بذریعہ ریڈیو

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی محکمہ صحت عامہ نے جہازوں کے مسافروں کی طبی امداد کا ایک نہایت قابل قدر انتظام کیا ہے۔ اگر کوئی مسافر جہاز پر بیمار ہو جائے اور ڈاکٹر کی عدم موجودگی یا مرض کی صحیح تشخیص نہ ہونے کی وجہ سے مریض کو افاقہ نہ ہو رہا ہو تو جہاز کا کپتان فوراً ریڈیو پر ڈاکٹر [illegible] کی اطلاع کرتا ہے جب کسی جہاز سے ریڈیو پر ڈاکٹر (میڈیکو) کی آواز سنائی دیتی ہے تو اس کی حد کے اندر ریڈیو کے تمام دوسرے پیغامات فوراً موقوف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس ناگہانی اطلاع کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کسی جہاز پر کوئی مسافر سخت بیمار ہو گیا ہے۔ اور ڈاکٹر علاج کے لئے موجود نہیں ہے۔ اس اطلاع کے پاتے ہی کوئی ریڈیو اسٹیشن جو بحری پیغامات وصول کرتا رہتا ہے جہاز کے کپتان سے مریض کا حال دریافت کر کے اسے فوراً ہی ٹیلیفون کے ذریعہ سے قریب ترین بحری ہسپتال میں پہنچا دیتا ہے ہسپتال کے ڈاکٹر جمع ہو کر مریض کی تشخیص کرتے ہیں۔ نسخہ تجویز کرتے ہیں اور اپنی رائے سے اس ریڈیو اسٹیشن کو بذریعہ ٹیلیفون مطلع کر دیتے ہیں۔ ریڈیو اسٹیشن یہ پیغام فوراً جہاز کے کپتان تک پہنچا دیتا ہے۔ اس طرح پندرہ منٹ کے اندر طبی مشورہ حاصل ہو جاتا ہے۔ جب سے یہ انتظام شروع ہوا ہے بے شمار آدمیوں کو شدید ترین امراض سے نجات حاصل ہو چکی ہے اور ہزاروں جانیں بچائی جا چکی ہیں۔

برقی کمبل

امریکہ کے ایک موجد نے ایک ایسا کمبل تیار کیا ہے جس کی بناوٹ میں برقی تار کھنچے ہوئے ہیں۔ سوتے وقت بجلی کی بیٹری سے جو پلنگ کے سرہانے رکھی رہتی ہے ایک تار کے ذریعہ اس کا تعلق قائم کر دیا جاتا ہے باہر سردی خواہ کتنی ہی شدید ہو سونے والا آرام سے رہتا ہے [illegible] یہ رعایت بھی رکھی گئی ہے کہ کمبل کو جس قدر گرم رکھنا چاہیں رکھ سکتے ہیں لیکن اگر کمبل حد سے زیادہ گرم ہو جائے تو برقی رو خود بخود منقطع ہو جاتی ہے اور سونے والے کو تکلیف نہیں ہوتی۔ کمبل موٹا بھی [illegible] ہلکا ہے اور اس میں [illegible] ڈھائی آنہ رات سے زیادہ بجلی کا خرچ نہیں ہے

خطرہ کی گھنٹی

موٹر ڈرائیور دور دراز کی مسافت میں کبھی کبھی اونگھنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے اکثر حادثات پیش آ جاتے ہیں۔ ان کے لئے خطرہ کی گھنٹی ایجاد ہوئی ہے۔ یہ گھنٹی ڈرائیور کے گلے میں بندھی رہتی ہے جونہی وہ اونگھتا ہے اس کی ٹھوڑی گھنٹی کے بٹن پر لگتی ہے اور گھنٹی بجنے لگتی ہے۔

برقی ٹائپ رائٹر

حال ہی میں ایک جدید قسم کا برقی ٹائپ رائٹر ایجاد کیا ہے۔ جس میں وقت اور محنت کو بچانے کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے۔ کاغذ اور کاربن کے اوراق ایک کشتی میں رکھ کر اس ٹائپ رائٹر کے سامنے رکھ دیئے جاتے ہیں اور یہ خود بخود ان کو کھینچ کر مشین میں لگا لیتا ہے۔ ٹائپ کرنے والے کو یہ زحمت نہیں کرنی پڑتی کہ ایک ورق کے ختم ہونے کے بعد دوسرا خود بخود مشین میں لگ جاتا ہے

پھلوں کی جانچ کا برقی آلہ

امریکہ میں ایک برقی مشین ایجاد ہوئی ہے جو بتا دیتی ہے کہ پھلوں کی اندرونی حالت کیسی ہے۔ جن پھلوں کا چھلکا دبیز ہوتا ہے مثلاً چکوترے ان کی اندرونی حالت کا صحیح اندازہ مشکل سے ہوتا ہے اور اکثر خریدنے کے بعد تاجروں کو مال کی خرابی کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس مشین کی بدولت یہ شکایت رفع ہو جائے گی۔ کیونکہ اب باہر بھیجنے سے پہلے تمام پھل جانچ لئے جائیں گے اگر کسی پھل میں کوئی خرابی ہو تو اس مشین میں [illegible] فوراً خارج کر دیا جائے گا۔ [illegible] خود بخود علیحدہ ہو جائے گا۔

مجاہدینِ اسلام

ٹیپو شہید

آخری ہچکی نے دی اللہ اکبر کی صدا
تو نے کی تجدید پیمانِ شہیدِ کربلا
جان دی اور کس قدر مسرور ہو کر جان دی
تیغ کی جھنکار پر کرتی تھی تیری روح وجد

نزع کے لمحات میں بھی تو نے کی [illegible]
تو نے بتلایا حفاظت جان کی ہے عار و ننگ
موت بھی تیرے لئے گویا نگارِ شوخ و شنگ
تیرے گوش و قلب تھے نا آشنائے عود و چنگ

وہ تو یہ کہئے کہ اپنے ہی پرائے ہو گئے
مٹ گیا ہوتا ورنہ سطحِ ہند سے نقشِ فرنگ

انور پاشا

برف کو شعلہ بنا سکتی ہے جس کی ایک [illegible]
تو نے بتلایا کہ رازِ لطفِ عیشِ سرمدی
زندگی کا لطف ایماں کی حفاظت کے لئے
اس حقیقت سے بنا میرے بھی دل کو آشنا

وہ شرابِ تند ساقی تیرے میخانے میں ہے
در حقیقت زندگی کی موت مر جانے میں ہے
جنگ کے میدان میں ہے مقتل کے ویرانے میں ہے
جو حقیقت کارفرما تیرے افسانے میں ہے

کاش وہ ساعت بھی آئے ہر مسلماں کہہ سکے
جو ترے شیشہ میں ہے وہ میرے پیمانے میں ہے

جمال الدین افغانی

وحدتِ قومی کے اے فاضل مبلغ تیری [illegible]
اے تعالی اللہ تیری زندگی کا آئینہ
وہ ترا روشن تدبر، وہ ترا حسنِ خلوص
تو نے بتلایا کہ یہ دنیا، یہ فانی روزگار

جنبشِ دریا بھی ہے خودداریٔ ساحل بھی ہے
جس میں ماضی کی جھلک اور نورِ مستقبل بھی ہے
تو بیک ساعت مفکر بھی ہے، اہلِ دل بھی ہے
گلشنِ جنت بھی ہے زندانِ آب و گل بھی ہے

کاروانِ ہند کو بھی اب ضرورت ہے تری
جو تھکا ماندہ بھی ہے، آوارۂ منزل بھی ہے

سعد زغلول

[illegible] قربان میرے جان و دل
[illegible] کو کیا بے آبرو
[illegible] کے اثر سے پاش پاش
[illegible] آئینہ ترا [illegible]

آبِ گنگا کی طرف بھی اک موجِ رودِ نیل
تیرے آگے ہیچ تھیں باطل کی برہانِ ذلیل
جبر کی جامد چٹانیں، ظلم کی محکم فصیل
روحِ آزادی کے پیکر تیرے افکارِ جلیل

[illegible] نے بتلایا اطاعت کفر ہے نمرود کی
[illegible] کو گلشن بنا سکتا ہے ایمانِ خلیل

محمد علی جوہر

تیری ہر تحریر میں سوزِ جگر کی گرمیاں
جس فسانہ میں ہے [illegible] کا ذکر
قید خانہ کی فضا میں [illegible]
برف کی سل آگ بن سکتی ہے جن کے سوز سے

تو نے ہر تقریر میں دل کا لہو ٹپکا دیا
تو نے اس افسانۂ دلچسپ کو دہرا دیا
روحِ استبداد کو گھبرا دیا، تھرا دیا
تو نے افسردہ دلوں کو مستعد گرما دیا

جس جگہ آسودہ ہیں اجسادِ پاکِ انبیاء
اس فضائے قدس میں حق نے تجھے پہنچا دیا

[illegible] سرور شاہ گیلانی پرنٹر و پبلشر نے اتحاد پریس بل روڈ سے چھپوا کر دفتر اخبار [illegible] لاہور سے شائع کیا۔